PDFBOOKSFREE.PK
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سرکولیشن، پروڈکشن انچارج
جلال انور

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت ۵ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

باراوّل ۱۹۸۳ء

ناشر: نیا مکتبہ اقرا، ۴۰ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: العزیز پرنٹرز، لاہور

پیارے بچو!

پچھلی قسط میں آپ نے پڑھا تھا کہ ماریا ایک سمندری جہاز پر سوار ہو کر عنبر اور ناگ کی تلاش میں میکسیکو سے پرتگال کی طرف روانہ ہوئی جہاں سے وہ سپین کو جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ جہاز پر ایک رات اس نے دو جیل توڑ کر بھاگے ہوئے قاتلوں کو دیکھا کہ ایک عورت کو رسیوں سے باندھ کر سمندر میں گرانے کے لیے اُوپر لے جا رہے ہیں۔ جہاز پر اس وقت کوئی نہیں تھا۔ اتفاق سے ماریا رات کی ٹھنڈی ہوائیں سیر کر رہی تھی۔ عورت بڑی خوبصورت اور معصوم تھی، جونہی مفرور قاتل عورت کو سمندر میں پھینکنے لگے ماریا نے اُن کی گردنیں دبوچ لیں اور ایک دوسرے کی کھوپڑیاں ٹکرا کر انہیں اُوپر اُچھال دیا۔ سمندر میں گرتے ہی دونوں قاتل لہروں میں غائب ہو گئے۔ عورت کو ہوش آ گیا تھا۔ وہ حیران تھی کہ قاتلوں کو کس نے اچھال کر سمندر میں پھینک دیا ہے؟ کیونکہ ماریا کو وہ نہیں دیکھ سکتی تھی! اس کے آگے کا حال آپ خود پڑھیے گا!!

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- خوفناک بھونچال
- نقلی مہاراجہ
- ماریا گم ہو گئی
- عنبر پتھر بن گیا
- ماریا اور بن مانس

خوفناک بھونچال

ماریا نے مفرور قاتلوں کی گردنوں کو جھٹکا دیا۔

یہ جھٹکا اتنا زبردست تھا کہ دونوں کی گردنوں کے منکے ٹوٹ گئے۔ ماریا نے دونوں لاشوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ اتفاق سے ایک ملاّح رات کے وقت اوپر ڈیک پر آگیا۔ اس نے جو اپنے آپ دو آدمیوں کی لاشوں کو اچھل کر سمندر میں گرتے دیکھا تو وہ چیخ مار کر پیچھے بھاگ گیا۔ اس نے جاتے ہی سٹیمر کے کپتان کو خبر کر دی۔ کپتان اوپر آیا۔ وہاں ماریا اور وہ عورت جس کو مفرور قاتل سمندر میں پھینک کر ہلاک کرنے والے تھے موجود تھیں۔ ماریا انہیں دکھائی نہیں دے سکتی تھی۔ عورت کی رسیاں ماریا نے کھول دی تھیں اور وہ جہاز کے جنگلے کے پاس کھڑی تھی۔ کپتان سیدھا اس کے پاس آگیا۔

"خاتون! آپ نے دو آدمیوں کو ابھی ابھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سمندر میں گرتے دیکھا ہے؟"

چشم دید گواہ یعنی ملاح ساتھ تھا۔ جھٹ بولا:

"کیپٹن سر! وہ آدمی نہیں تھے بلکہ دو لاشیں تھیں۔"

کیپٹن نے غصے سے پلٹ کر کہا:

"اُلّو! لاشوں کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ اپنے آپ اٹھ کر سمندر میں چھلانگیں لگاتیں انہیں ضرور کسی نے سمندر میں گرایا ہو گا۔"

عورت کے پاس ہی ماریا خاموش کھڑی یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ عورت کے چہرے پر ابھی تک گھبراہٹ کے آثار تھے۔ پھر بھی اس نے سنبھلتے ہوئے کہا:

"نہیں جناب! میں نے تو کسی کو سمندر میں گرتے نہیں دیکھا۔"

کیپٹن نے ملاح کو گردن سے دبوچ لیا اور یہ کہہ کر اسے نیچے لے گیا:

"حرام خور! تو نے خواب دیکھا ہو گا۔ خواہ مخواہ مجھے اور مسافروں کو پریشان کرتا ہے۔"

ملاح ابھی تک یہی دہرا رہا تھا۔

"کیپٹن سر! میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔"

"بکواس بند کر الّو کی دُم۔"

ماریا کی ہنسی نکل گئی۔ اس نے عورت سے کہا:

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"لورینا۔ ان لوگوں نے مجھے میکسیکو شہر سے اغوا کیا تھا۔ تمہارا شکریہ میری والدہ کی سہیلی کی روح تو نے میری عزت اور میری جان بچا لی۔ اب میں واپس اپنے شہر جانا چاہتی ہوں۔"

ماریا نے کہا: "لورینا! یہ جہاز تو پرتگال جا رہا ہے تم میکسیکو کیسے جاؤ گی؟"

لورینا کہنے لگی:

"تم روح ہو۔ میں نے امی سے سن رکھا ہے کہ روحیں سب کچھ کر سکتی ہیں۔ کیا تم مجھے واپس میکسیکو بھی نہیں پہنچا سکتیں؟"

ماریا ہنس پڑی:

"میری بہن لورینا! میں وہ روح نہیں ہوں۔ پھر بھی میں کوشش کروں گی کہ پرتگال پہنچ کر تمہیں میکسیکو جانے والے کسی جہاز پر سوار کروا دوں۔"

لورینا کچھ سوچ کر بولی:

"میرا خیال ہے میں پرتگال کے شہر لزبن میں اپنی خالہ کے پاس چلی جاؤں گی۔ وہ مجھے میکسیکو پہنچا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دے گی۔"

"یہ اچھا خیال ہے۔"

تین دن کے سفر کے بعد ماریا کا سٹیمر یا بحری جہاز لزبن کی بندرگاہ پر پہنچ گیا۔ لورینا اس شہر سے واقف تھی۔ وہ ایک بگھی میں سوار ہو کر اپنی خالہ کے گھر کی طرف روانہ ہوئی۔ ماریا بھی اس کے ساتھ تھی۔ ماریا کی خالہ کا گھر شہر کی گنجان آبادی کے شروع میں ایک چھوٹے سے تالاب کے کنارے پر تھا۔ لورینا کو دیکھ کر اس کی خالہ بڑی حیران ہوئی۔

"میری بچی! تم اچانک کیسے آ گئیں؟"

لورینا نے کہا: "یہ میں آرام سے بتاؤں گی خالہ۔"

پھر اس نے ماریا کی طرف منہ کر کے کہا:

"خدا حافظ پیاری اور ہمدرد روح!"

"خدا حافظ!" ماریا نے کہا۔

خالہ اور زیادہ حیران ہو کر بولی:

"بیٹی لورینا! یہ تم کس سے باتیں کر رہی ہو۔ مجھے تو کوئی بھی دکھائی نہیں دیتا۔ یہ کس کی روح سے مخاطب ہو؟"

لورینا خالہ کو لے کر اندر چلی گئی۔

ماریا واپس روانہ ہوئی۔ وہ بندرگاہ کے پاس ایک باغ کے بنچ پر بیٹھ گئی۔ اس نے پہلے ہی معلوم کر لیا تھا کہ ملک سپین کی طرف بحری جہاز دو روز بعد روانہ ہو گا۔ وہ ناگ اور عنبر سے ملنے سپین جانا چاہتی تھی۔ اسے یہی اطلاع ملی تھی۔ کہ دونوں سپین کی طرف جا رہے ہیں۔ حقیقت یہ تھی۔ کہ عنبر پرتگال پہنچ چکا تھا اور اسی شہر کی ایک سرائے میں زرگال کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا اور سپین جانے والے جہاز کا انتظار کر رہا تھا۔

عنبر اور زرگال شام کا کھانا کھا کر شہر کی سیر کو نکلے۔ عنبر کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ ماریا بھی اسی شہر میں گھوم پھر رہی ہے۔ راستے میں زرگال کو ایک ضروری کام یاد آ گیا۔ اور وہ عنبر سے اجازت لے کر واپس سرائے کی طرف روانہ ہو گیا۔ شام کا وقت تھا۔ رات کا ہلکا ہلکا اندھیرا پھیل رہا تھا۔ مکانوں دکانوں اور گلی بازاروں میں لیمپ روشن ہو گئے تھے۔ عنبر ٹہلتے ٹہلتے بندرگاہ کی طرف نکل آیا۔ اسی جگہ ایک خوبصورت باغ کے پارک میں ماریا چل پھر رہی تھی۔ چلتے چلتے ماریا بھی ایک بارونق بازار میں آ گئی۔

عنبر بھی شہر کی سڑکوں اور گلیوں میں پھرتے پھرتے ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بازار میں آ گیا۔ سامنے ایک ہوٹل تھا جس کے اندر خوب روشنی ہو رہی تھی۔ اور گرم گرم کھانوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ عنبر نے سوچا کہ چل کر چائے کا ایک گرم پیالہ پیا جائے۔ اس کے پاس سونے کے دو ایک سکے باقی رہ گئے تھے۔ وہ ہوٹل کے اندر آ گیا۔ لوگ میزوں کے گرد بیٹھے کھا پی رہے تھے۔ ایک موٹی گردن والا غنڈہ قسم کا آدمی سر پر بڑا سا ہیٹ رکھے کمر میں پستول لگائے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک میز کے گرد بیٹھا بھنا ہوا مرغ کھا رہا تھا۔

اتنے میں ایک بوڑھا فقیر قسمت کا مارا ہوٹل کے اندر آ گیا۔ بے چارا سیدھا اسی موٹے گردن والے کے پاس آیا۔ اس نے کچھ کھانے کو مانگا تو موٹی گردن والے غنڈے نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔ پھر ایک ہڈی فرش پر پھینکی اور بوڑھے فقیر کو حکم دیا:

"اسے کتے کی طرح فرش پر گھٹنوں کے بل جھک کر کھاؤ۔"

بے چارہ بوڑھا فقیر ہاتھ باندھ کر بولا:

"معاف کر دو بیٹا۔ میں تم سے کچھ نہیں مانگوں گا"

موٹی گردن والے غنڈے نے پستول نکال کر میز

پر رکھا اور غرایا۔

"اگر تم کتا نہ بنے تو میں اس پستول کی گولی تمہارے سر کے پار کر دوں گا۔"

بوڑھا بے چارہ بے بسی کے ساتھ دوسرے لوگوں کو تکنے لگا کہ کوئی تو اس کی مدد کرے۔ مگر موٹی گردن والا ایک مشہور غنڈہ اور قاتل تھا۔ اس سے بھلا کون مقابلہ کر سکتا تھا۔ عنبر ایک طرف بیٹھا یہ سارا تماشا خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ عین اس وقت ماریا بھی ہوٹل میں چائے پینے کے خیال سے آ گئی۔ عنبر چونکا۔ اسے ماریا کی خوشبو آ گئی تھی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا۔ پھر سوچا کہ وہ تو ماریا کو دیکھ ہی نہیں سکتا۔

ماریا نے بھی عنبر کو دیکھ لیا تھا۔ وہ بڑی خوش ہوئی۔ اسے ہرگز امید نہیں تھی کہ یوں عنبر سے ملاقات ہو جائے گی۔ وہ سیدھی اس کی میز کی طرف آ گئی۔ عنبر نے محسوس کیا کہ ماریا کی خوشبو تیز ہو گئی ہے۔ وہ آہستہ سے بولا:

"ماریا؟"

اس کے سامنے رکھا ہوا گلاس اپنے آپ میز کی سطح پر سے تھوڑا سا اوپر اٹھا اور پھر میز پر آ گیا۔ عنبر خوشی سے نہال ہو گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"خدا کا شکر ہے کہ تم سے ملاقات ہو گئی۔ ماریا! کیسی ہو میری بہن؟"

ماریا نے آہستہ سے کہا:

"تمہیں دیکھ کر بے حد خوش ہوئی ہوں۔ ناگ کہاں ہے؟"

عنبر بولا: "میں نے صرف اتنا ہی سنا ہے کہ وہ کسی جہاز پر سوار ہو کر سپین کی طرف جا رہا ہے۔ میرا خیال ہے۔ ہمیں بھی یہاں سے سپین جانا ہو گا۔"

ماریا بولی: "ایسا ہی کریں گے۔ مگر یہ ہوٹل میں کیا ہو رہا ہے؟"

موٹی گردن والے غنڈے نے پستول ہاتھ میں لے رکھا تھا اور غریب بوڑھا بھکاری گھٹنوں کے بل فرش پر ہاتھ جوڑے بیٹھا۔ اس کی منت کر رہا تھا:

"خدا کے لیے مجھے کتا نہ بناؤ۔ میں تمہارے باپ کی جگہ ہوں۔ میری بے عزتی نہ کرو۔ میں تم سے کچھ نہیں مانگتا۔"

"او بڈھے! بن جا کتا! چبا لے ہڈی!"

ماریا نے عنبر سے کہا:

"اس سے زیادہ ایک بوڑھے انسان کی اور کیا توہین ہو سکتی ہے۔ میں اسے برداشت نہیں کر سکتی۔"

عنبر بولا: "میں کہاں برداشت کر سکتا ہوں بھلا۔"

"تو پھر کام شروع کر دوں میں؟"

عنبر نے کہا: "نہیں۔ شروع میں کروں گا۔ تم بعد میں جنگ میں چھلانگ لگا دینا۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔"

عنبر بڑے آرام سے اپنی کرسی پر سے اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا موٹی گردن والے غنڈے کے آگے سے ہو کر فرش پر جانور کی طرح بیٹھے ہوئے غریب فقیر کے پاس جا کھڑا ہوا۔ غنڈے کی آنکھوں سے شرارے نکلنے لگے۔ آج تک اس شہر میں کسی کو اتنی جرأت نہیں ہوئی تھی کہ اس کے قریب بھی آ سکے۔ دوسرے لوگ اور غنڈے کے ساتھی بھی چوکس ہو گئے۔ انہیں معلوم تھا کہ یہ جو نوجوان فقیر کے قریب آ گیا ہے اب اس کی خیر نہیں ہے۔ عنبر نے فقیر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اٹھا لیا اور اس کی فرش پر گری ہوئی ٹوپی اٹھا کر جھاڑی اور بڑے ادب سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فقیر کے سر پر رکھ کر کہا:

"بابا جی! مجھے معاف کر دیں۔ ان لوگوں کو اس بے ادبی کی سزا اللہ تعالیٰ ضرور دے گا۔"

فقیر حیران پریشان تھا کہ یہ کیا سے کیا ہو گیا۔ آج تک کبھی کسی نے اسے عزت کے نام سے نہیں پکارا تھا۔ مگر عنبر نے ہمیشہ بزرگوں کی عزت کی تھی۔ کیوں کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے کہ انسان کی عزت کرو۔ اور اپنے سے بزرگ انسانوں کا احترام کرو۔ فقیر جلدی سے پیچھے ہٹ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ موٹی گردن والا غنڈہ فقیر کو بھول چکا تھا۔ اب وہ عنبر سے انتقام لینا چاہتا تھا۔ اس کے خیال میں عنبر کو ہلاک کرنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ ایسا ہی تھا۔ جیسے کسی مکھی کو مار دیا۔ غنڈہ پستول لے کر کرسی کو ٹھوکر مار کر اٹھ کھڑا ہوا اور عنبر کی طرف پستول کا رخ کر کے گرجا۔

"اپنا پستول نکال کر مقابلہ کرو۔ یہاں لوگ یہ نہ کہیں کہ میں نے تمہیں نہتا مار ڈالا۔"

عنبر نے غنڈے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا:

"مقابلہ کرنے سے پہلے میں تمہیں حکم دیتا ہوں

کہ فرش پر گری ہوئی ہڈی کو اسی طرح جانور بن کر منہ سے اٹھاؤ جس طرح تم نے فقیر کو مجبور کیا تھا۔"

یہ سن کر تو غنڈے کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اس کے ساتھی آگے بڑھے کہ عنبر کو اس گستاخی کا مزا چکھائیں لیکن موٹی گردن والے غنڈے نے ان کو ہاتھ سے پیچھے رہنے کا حکم دیا اور خود آگے بڑھ کر عنبر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے زور سے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی۔ عنبر نے غنڈے کے منہ پر زور سے طمانچہ مار کر کہا:

"ذلیل غنڈے! فرش پر گری ہوئی ہڈی کو اٹھا۔"

غنڈے نے پستول سے اوپر تلے چار فائر عنبر پر جھونک دیئے۔ عنبر اپنی جگہ پر اسی طرح کھڑا رہا۔ غنڈے کے ساتھیوں نے بھی عنبر پر فائرنگ شروع کر دی۔ لوگ ہوٹل میں ادھر ادھر بھاگ گئے۔ اب ماریا آگے بڑھی۔ اس نے پیچھے سے آ کر ایک کرسی کو اٹھایا۔ ہوٹل کے مالک نے دیکھا کہ ایک کرسی اپنے آپ اوپر اٹھی اور زور سے غنڈے کے ایک ساتھی کے سر پر آ کر لگی اور چکنا چور ہو گئی۔ غنڈے کا ساتھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چکرا کر گر پڑا۔ اسی طرح باری باری ایک ایک کرسی اپنے آپ اوپر اُٹھ کر غنڈوں کے ساتھیوں کے سروں سے ٹکرائیں اور سبھی گر کر بے ہوش ہو گئے۔

موٹی گردن والا غنڈہ پریشان ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس کی کسی گولی نے عنبر پر کوئی اثر نہیں کیا تھا۔ عنبر نے آگے بڑھ کر غنڈے کا پستول چھین کر کھڑکی سے باہر سڑک پر پھینک دیا اور غنڈے سے کہا:

"جب تک تم جانور بن کر فرش کی ہڈی نہیں اٹھاؤ گے میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔"

ماریا نے پیچھے سے آ کر غنڈے کے کان میں کہا:

"بن جا جانور بیٹا۔"

غنڈہ تڑپ کر اُچھلا اور پیچھے دیکھنے لگا کہ یہ کس نے اس کے کان میں کہا، پیچھے کوئی بھی نہیں تھا۔ عنبر نے پستول تان لیا۔

"میں فائر کر رہا ہوں۔"

غنڈہ خوف سے کانپنے لگا۔ موت اس کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ ایک دم گھٹنوں کے بل گرا اور پھر دونوں ہاتھ فرش پر ٹیک کر جانور کی طرح چلتا ہوا فرش پر اپنی ہی گرائی ہوئی ہڈی کے پاس گیا اور

اسے منہ سے اٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔ عنبر نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر کہا:

"بس تمہارے لیے اتنی ہی سزا کافی ہے۔ اب انسانوں کی عزت کرنا۔ خبردار اگر پھر کسی بزرگ کو ذلیل کرنے کی کوشش کی۔ اُٹھو اور بھاگ جاؤ یہاں سے۔"

غنڈہ جلدی سے اُٹھا اور ہوٹل سے باہر نکل گیا۔ ماریا نے عنبر کے کان میں کہا:

"اب یہاں سے نکل چلو۔ یہ لوگ تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ آؤ۔ میں ہوٹل سے باہر جا رہی ہوں۔"

عنبر لوگوں کے درمیان سے ہو کر بڑی مشکل سے ہوٹل کے باہر آ گیا۔ دونوں سرائے میں آ گئے۔ زرگال بھی آ گیا۔ اسے بالکل معلوم نہیں تھا کہ سرائے میں عنبر کے ساتھ ماریا نام کی کوئی غیبی لڑکی بھی موجود ہے۔ اس نے عنبر کو بتایا کہ ایک قافلہ لزبن شہر سے ابھی ایک گھنٹے بعد سپین کی طرف جا رہا ہے۔

"میں ان کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اس قافلے میں میرا ایک پرانا دوست بھی جا رہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ کیا تم اجازت دیتے ہو؟"
عنبر نے کہا: "اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو میں کیسے روک سکتا ہوں۔ تم بے شک جاؤ مگر چابی کا خیال رکھنا"
زرگال نے مسکرا کر کہا:
"فکر نہ کرو۔ اسے میں نے اپنے جسم کے ساتھ کپڑے میں لپیٹ کر باندھ رکھا ہے۔ اچھا خدا حافظ تم نے میرے لیے جو کچھ کیا۔ میں اسے کبھی فراموش نہیں کروں گا"
عنبر نے زرگال کو گلے لگا لیا اور کہا:
"بھائی! میں نے کچھ نہیں کیا۔ میں نے تو تمہیں تمہاری امانت لاکر دے دی ہے۔ بس"
زرگال کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ عنبر کے گلے مل کر رخصت ہو گیا۔ اس وقت رات کے نو بج رہے تھے۔ یہ وہ رات تھی جب لزبن شہر میں تاریخ کا بہت ہولناک زلزلہ آیا تھا اور پورا شہر تباہ و برباد ہو کر رہ گیا تھا۔ یہ اچھی بات ہوئی تھی کہ زرگال زلزلہ آنے سے کافی پہلے ایک قافلے کے ساتھ مل کر شہر سے دور نکل چکا تھا۔ ورنہ وہ بھی زلزلے میں ہلاک ہو جاتا۔
عنبر اور ماریا کو بھی اس زلزلے کی خبر نہ تھی۔ حالانکہ وہ تاریخ کے ساتھ ساتھ سفر کرتے آ رہے تھے۔ اگرچہ لزبن کا بھیانک زلزلہ بھی تاریخ میں درج تھا مگر عنبر اسے بھول گیا تھا۔ لیکن آدھی رات کو جب زلزلے کا پہلا جھٹکا محسوس ہوا تو عنبر ایک دم سے اٹھ بیٹھا۔ اس نے ماریا کو آواز دی۔
"ماریا —— تم جاگ رہی ہو؟"
ماریا نے نیند بھری آواز میں کہا:
"ہاں جاگ رہی ہوں۔ یہ ابھی ابھی مجھے ہلکا سا جھٹکا کیسا لگا تھا؟"
عنبر بولا: "مجھے یاد پڑتا ہے کہ لزبن شہر کی تاریخ میں ایک بہت بڑا زلزلہ آیا تھا۔ ابھی ابھی زلزلے کا ایک جھٹکا محسوس ہوا ہے کہیں یہ وہی زلزلہ تو نہیں ہے؟"
ماریا بھی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ وہ کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ زلزلے کا ایک اور جھٹکا آیا۔ یہ پہلے سے زیادہ شدید تھا۔ کوٹھڑی کی دیواریں جیسے اپنی جگہ سے اوپر اچھل کر پھر نیچے آ گئیں۔ عنبر کو ماریا کی فکر ہوئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیوں کہ وہ زخمی ہو سکتی تھی۔

"ماریا! جلدی سے باہر نکل چلو۔ میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ باہر کھلے باغ میں آ جاؤ۔ جلدی کرو۔ یہ وہی تاریخی زلزلہ ہے۔ اس میں پورا شہر تباہ ہو جائے گا!"

ماریا سرائے میں سے نکل کر باہر باغ میں آ گئی۔ عنبر اس کے پیچھے آ رہا تھا کہ ایک اور جھٹکا لگا۔ زمین جھولنے کی طرح جھولنے لگی۔ سرائے کی ڈیوڑھی کی چھت دھڑام سے اس کے اوپر آن گری۔ وہ ملبے میں دب گیا۔ لیکن چونکہ وہ مر نہیں سکتا تھا۔ اس لیے اس نے اپنے آپ کو ملبے کے نیچے سے باہر نکالا۔ شہر میں کہرام مچا ہوا تھا۔ سارے کا سارا شہر اندھیرے میں ڈوب چکا تھا۔ بلڈنگیں دھڑام دھڑام گر رہی تھیں۔ لوگوں کی چیخ و پکار سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ ہر طرف اندھیرا اور گرد و غبار پھیلا تھا۔ زمین اسی طرح جھول رہی تھی۔ کئی جگہوں سے زمین پھٹ گئی تھی اور عمارتیں اس میں غرق ہو رہی تھیں۔

عنبر نے ماریا کو آوازیں دیں۔ "ماریا! ماریا!"

ماریا نے عنبر کی آواز سن لی تھی۔ وہ لوگوں کے درمیان سے ہو کر ایک طرف آ گئی۔ یہاں کئی ایک درخت جڑوں سے اکھڑ کر گرے پڑے تھے۔ ماریا نے عنبر کو دیکھ لیا۔ وہ ایک گرے ہوئے درخت کے پاس کھڑا تھا۔ وہ عنبر کے پاس آ گئی۔ عنبر ابھی تک اسے آوازیں دے رہا تھا۔ ماریا نے عنبر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"یہاں سے نکل چلو عنبر۔ شہر میں آگ لگ چکی ہے۔"

عنبر نے ماریا کا ہاتھ تھام لیا۔ دونوں باغ سے نکل کر سمندر کی طرف بھاگے۔ بچے کھچے لوگ بے سرو سامانی کے عالم میں سر پیر سے ننگے سمندر کی طرف بھاگ رہے تھے۔ کیوں کہ شہر میں ہر طرف آگ ہی آگ تھی۔ تمام سڑکوں پر مکانوں کا ملبہ گرا ہوا تھا۔ ہزاروں لوگ اس کے نیچے دب کر ہلاک ہو چکے تھے۔ عنبر نے ماریا کا ہاتھ نہ چھوڑا۔ دونوں کسی نہ کسی طرح گرتے پڑتے سمندر کے کنارے آ گئے۔ یہاں ایک الگ تباہی مچی ہوئی تھی۔ کئی جہاز سمندر میں غرق ہو چکے تھے۔ کئی جہازوں کو آگ لگی ہوئی تھی۔ کچھ کشتیوں اور جہازوں کو بڑی بڑی سمندری لہروں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے اٹھا کر خشکی پر پھینک دیا تھا جو ٹوٹ پھوٹ گئے تھے۔

شہر کی آگ سمندر کی طرف بڑھ رہی تھی۔ لوگ لکڑی کے تختوں اور باقی بچی ہوئی کشتیوں میں سوار ہو کر سمندر کی طرف بھاگ رہے تھے۔ ایک چھوٹی سی کشتی عنبر اور ماریا کو بھی مل گئی۔ دونوں اس میں سوار ہو گئے۔ بھونچال رک گیا تھا۔ مگر کسی وقت ہلکے ہلکے جھٹکے محسوس ہوتے تھے۔ شہر پوری طرح سے تباہ ہو چکا تھا۔ یہی وہ تاریخی زلزلہ تھا جس نے آج سے ڈیڑھ پونے دو سو برس پہلے لزبن شہر کو مکمل طور پر زمین کے ساتھ ملا دیا تھا۔ پھر رات کا اندھیرا چھا گیا۔ سمندری موجیں کشتی کو لے کر کسی نامعلوم منزل کی طرف بھاگ جا رہی تھیں۔ عنبر نے ماریا سے کہا:

"تم کشتی میں ہو نا؟"

"ہاں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

نقلی مہاراجہ

اب ہم ناگ کا حال معلوم کرتے ہیں۔

وینس شہر کے پُراسرار محل میں بھٹکنے والی اوفیلیا کی روح کا بدلہ لینے کے بعد ناگ ایک بحری جہاز میں سوار ہو کر عنبر اور ماریا کی تلاش میں سپین کی طرف جا رہا تھا۔ جب کہ ماریا اور عنبر ایک اکیلی کشتی میں بیٹھے پرتگال کی بندرگاہ سے نکل کر ٹھاٹھیں مارتے سمندر میں نامعلوم منزل کی طرف چلے جا رہے تھے۔

ناگ کے جہاز کو سمندر میں سفر کرتے دس دن ہو گئے تو وہ سمندر میں ایک جزیرے کے ساحل سے آن لگا۔ یہاں جہاز پانی اور خوراک کے لیے رکا تھا۔ اس جزیرے میں ناگ کو لزبن شہر کے زلزلے کی خبر ملی کہ بھونچال نے سارا شہر تباہ و برباد کر دیا ہے۔ کچھ لوگ زلزلے والے شہر سے بچ کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کشتیوں میں سوار اس جزیرے پر پہنچے تھے۔ انہوں نے بھونچال کی تباہی کی بڑی خوف ناک باتیں بیان کیں۔ لوگ دہشت زدہ ہو گئے۔ ناگ یہ سب کچھ خاموشی سے ایک جگہ بیٹھا سنتا رہا۔ اسے یقین تھا کہ ماریا اور عنبر اس شہر میں نہیں ہوں گے۔ دن کی روشنی جزیرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ جہاز پر سامان لادا جا رہا تھا۔ ناگ ایک دکان کے آگے کھڑا کالے حبشیوں کو سامان کے گٹھڑ اُٹھائے جہاز پر لے جاتے دیکھ رہا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ ایک آدمی اس کی طرف گھور رہا ہے۔ اس آدمی کی لمبی ڈاڑھی تھی اور سر پر پرانا سا ہیٹ پہن رکھا تھا۔ جسم پر لمبا چغہ تھا۔ وہ بندرگاہ پر ایک لکڑی کے ستون کے ساتھ لگا ناگ کی طرف ٹکٹکی باندھے تک رہا تھا۔ ناگ کو یہ بات بڑی ناگوار لگی۔ پھر اس نے سوچا کہ دیکھتا ہے تو دیکھنے دو۔ یہ میرا کیا بگاڑ لے گا۔

ناگ وہاں سے نکل کر جزیرے کے ایک پارک میں آ گیا۔ دھوپ کھلی تھی۔ پھول بہار دے رہے تھے۔ ناگ ایک خالی بنچ پر بیٹھ گیا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ وہی ڈاڑھی والا آدمی اس کی طرف آیا اور بنچ پر

بیٹھتے ہوئے مسکرا کر بولا:

"تم پر خدا کی رحمت ہو بیٹا! مجھے تم مصر کے رہنے والے لگتے ہو۔ میرے دادا بھی مصر کے رہنے والے تھے۔ مجھے مصر سے بڑی محبت ہے۔ اس لیے میں تمہیں دیکھ رہا تھا۔ تم نے بُرا تو نہیں مانا؟"

ناگ کے دل میں اس آدمی کے بارے میں جو وسوسہ پیدا ہوا تھا۔ وہ دُور ہو گیا۔ اس نے ہنس کر ڈاڑھی والے کے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ ہاں وہ مصر کا رہنے والا ہے اور سپین اپنے ایک دوست کے پاس جا رہا ہے۔ ڈاڑھی والے نے ناگ سے ہاتھ ملایا اور کہا:

"بیٹا میرا نام توشنکو ہے۔ میں اس جزیرے میں تجارت کرتا ہوں اور اب ارادہ ہے کہ اسی جہاز میں بیٹھ کر ملک سپین جاؤں۔ کیا تم دوپہر کا کھانا میرے ساتھ نہیں کھاؤ گے؟ جہاز تو آج رات روانہ ہو گا؟"

ناگ کچھ ہچکچایا تو توشنکو نے جھٹ کہا:

"بیٹا مجھے اس سے بڑی خوشی ہو گی۔ میری کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اولاد نہیں۔ ایک بیٹا تھا جو مر گیا۔ اس کی شکل تم سے بہت ملتی ہے۔"

اب ناگ انکار نہ کر سکا۔ اس نے یہ بھی محسوس نہ کیا کہ توشنکو ناگ کی طرف بار بار بڑی گہری نظر سے دیکھ لیتا تھا۔ وہ ایسا کیوں کرتا تھا؟ یہ آپ کو آگے چل کر خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ اصل بات یہ تھی کہ یہ شخص جس نے اپنا نام توشنکو بتایا تھا اور جو ناگ کو اپنے ہاں کھانے کی دعوت دے رہا تھا، ایک بڑا پُر اسرار سپیرا تھا۔ اور ملک لکش دیپ کا رہنے والا تھا جو ہندوستان کے کالے سمندر میں ہے۔ اس سپیرے توشنکو نے بڑے چلتے کاٹے تھے۔ ساری ساری رات دریا میں کھڑا رہ کر منتر پڑھتا تھا۔ قبر میں لیٹ کر وظیفے کرتا تھا۔ اسے ایک ایسے سانپ کی تلاش تھی جو انسان جانور اور پرندے کا روپ بدل سکتا ہو۔ اس سپیرے نے اپنے علم کے زور سے معلوم کر لیا تھا۔ کہ ناگ اصل میں ایک سانپ ہے جو انسان کا روپ بدل کر چل پھر رہا ہے۔ یہ سپیرا ناگ کو پکڑ کر ایک ایسا عمل کرنا چاہتا تھا کہ جس کی مدد سے اس کو بھی اتنی طاقت مل جائے کہ وہ بھی پرندہ جانور اور سانپ

بن کر دنیا کی سیر کرتا پھرے اور اسے کبھی موت نہ آ سکے۔ اس نے ناگ کو دیکھا تو بڑا خوش ہوا۔ اس کے دل کی مُراد بر آئی تھی۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ ناگ آنکھ نہیں جھپک رہا اور یہ سانپ ہے۔ جب ناگ نے اس کی دعوت قبول کر لی تو وہ بڑا خوش ہوا۔ اب کامیابی زیادہ دُور نہیں تھی۔

اس نے چکنی چپڑی باتیں کر کے ناگ کو اپنے ساتھ کر لیا۔ وہ اسے لے کر جزیرے کے ایک جنگل میں بنے ہوئے اپنے پُراسرار مکان میں لے گیا۔ یہاں برآمدے میں تخت بچھا تھا۔ توشنکو نے ناگ کو وہاں بٹھایا اور پھر تھوڑی دیر میں میٹھے پھل اور ہرن کا بھنا ہوا گوشت لا کر سامنے رکھ دیا۔

"بیٹے خوب کھاؤ۔ مجھے خوشی ہو گی۔"

ناگ بھولا بھالا تھا۔ اس کی باتوں میں آ گیا۔ بولا:

"چچا جان! آپ بھی کھائیں نا"

توشنکو کہنے لگا:

"پہلے تم کھاؤ بیٹا۔ میں تمہارے بعد کھاؤں گا۔ اسی میں میرے دل کی خوشی ہے۔"

ناگ کو اتنی بھوک نہیں تھی۔ پھر اس نے بوڑھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

توشنکو کا دل رکھنے کے لیے تھوڑے سے پھل کھائے۔
توشنکو نے کہا:

"بیٹا ہرن کا گوشت بھی چکھو۔ میں نے خاص طور پر یہ تمہارے لیے بھونا ہے۔"

ناگ نے گوشت چکھا۔ بڑا مزیدار تھا۔ وہ کافی کھا گیا۔ توشنکو اسے بڑی گہری نظروں سے دیکھتا رہا۔ جب ناگ نے گوشت کھا لیا تو توشنکو پانی لانے کا بہانہ کر کے باہر چلا گیا۔ ناگ نے سوچا کہ اٹھ کر ذرا جنگل کی سیر کی جائے۔ کیوں کہ وہاں بڑے خوب صورت پھول کھلے ہوئے تھے۔ جونہی وہ اٹھا اس کا سر چکرایا اور وہ لڑکھڑا کر گر پڑا۔ فوراً سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ دل میں پرندہ بن کر اڑنے کا خیال لا ہی رہا تھا کہ بے ہوش ہو گیا۔ اسے کوئی ہوش نہ رہا۔

مکار سپیرا توشنکو ایک طرف چھپ کر کھڑا یہ سارا تماشا دیکھ رہا تھا۔ جونہی ناگ بے ہوش ہو کر گرا وہ قہقہہ لگا کر باہر نکل آیا۔ اس نے ناگ کے ہاتھ پاؤں مضبوط رسی کے ساتھ خوب کس کر باندھے۔ پھر اسے گھسیٹ کر پچھلے کمرے میں لے گیا۔ یہاں اس نے پہلے ہی سے ایک صندوق تیار کر رکھا تھا۔ اس صندوق میں ناگ کو بند کر کے باہر سے تالا لگا دیا۔

ایک ہفتے بعد سپیرا توشنکو صندوق کو ساتھ لے کر ہندوستان کی طرف جانے والے ایک سمندری جہاز پر سوار ہو گیا۔ دس دن کے سمندری سفر کے بعد جہاز ہندوستان کے قریب کے جزیرے لکش دیپ میں جا کر رکا۔ سپیرا توشنکو ناگ کے صندوق کو ایک مزدور کے سر پر رکھوا کر جہاز سے اتر آیا۔ اس جزیرے کے جنگل میں اس نے ایک پرانے قلعے کے کھنڈر میں اپنا گھر بنا رکھا تھا۔ اس کھنڈر میں ایک کوٹھڑی تھی جس میں سپیرا توشنکو رہتا تھا۔ اس نے ناگ کے صندوق کو کونے میں لا کر رکھ دیا۔ صندوق کھول کر دیکھا۔ ناگ اسی طرح بے ہوش پڑا تھا۔ اس نے ناگ کا منہ کھول کر اس کے حلق میں ایک بے ہوش کرنے والی دوائی کے چند قطرے ٹپکا دیئے۔ اب وہ دو دن اور بے ہوش رہ سکتا تھا۔

جب رات کا اندھیرا پھیل گیا اور جنگل میں سناٹا چھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گیا تو پیپیرے نے اپنا عمل شروع کر دیا۔ اس نے ناگ کا صندوق کھول دیا۔ اس کے سرہانے دیا جلا کر آلتی پالتی مارے بیٹھ گیا۔ اور منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ یہ منتر اتنے سخت تھے کہ تین بار دیا بجھ گیا۔ پیپیرے توشنکو نے تینوں بار دیا دوبارا جلایا۔ وہ ساری رات منتر پڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ دن نکل آیا۔ دن کو اس نے کچھ نہ کھایا۔ صرف پانی کے چند گھونٹ پیئے اور ایک پرانی قبر کے اندر جا کر لیٹ گیا اور منتر پڑھنے لگا۔ سارا دن وہ قبر میں لیٹا منتر پڑھتا رہا۔ رات ہوئی تو پھر دیا جلا کر ناگ کے صندوق کے آگے بیٹھ کر منتروں کا جاپ کرنے لگا۔ آدھی رات کو دیئے کی لو کانپی اور پیپیرے کی شکل بدلنی شروع ہو گئی۔ وظیفہ پورا ہو گیا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پیپیرا توشنکو سارے کا سارا نیلا ہو گیا۔ پھر وہ سرخ رنگ کا ہو گیا۔ اس کے بعد سفید اور پھر آہستہ آہستہ اپنی اصلی شکل میں آ گیا۔ وہ مسکراتا ہوا اٹھا۔ اس نے صندوق کے اندر ناگ پر منتر پڑھ کر زور سے پھونک ماری اور قہقہہ لگا کر کہا:

"اے ناگ! اب تو ساری زندگی اسی صندوق

کے اندر بے ہوش پڑا رہے گا اور میں ناگ بن کر دنیا میں عیش کروں گا۔"

پیپیرے توشنکو نے کوٹھڑی کے باہر آ کر تالا لگایا اور مکان کے صحن میں آ کر آسمان کو دیکھا۔ صبح ہو رہی تھی۔ سورج نکل رہا تھا۔ توشنکو نے ایک گہرا سانس لیا اور جب سانس زور سے چھوڑا تو وہ کبوتر بن چکا تھا۔ توشنکو کبوتر بن کر پھڑ پھڑا کر اڑ گیا۔ جزیرے میں ایک راجہ حکومت کرتا تھا۔ جس کا نام راجہ وکرم تھا۔ توشنکو اڑتا ہوا سیدھا راجہ کے محل میں آ گیا۔ راجہ اس وقت مندر میں سے پوجا پاٹ کر کے نکل رہا تھا۔ توشنکو کبوتر کی شکل میں اس کے کندھے پر جا کر بیٹھ گیا۔ راجہ کبوتر کو دیکھ کر بڑا خوش ہوا۔ اس کا وزیر اور درباری ساتھ تھے۔ راجہ نے مسکرا کر کہا:

"دیوتاؤں نے میری دعا قبول کر لی۔ یہ کبوتر اچھا شگون ہے۔ ہم اسے اپنے ساتھ محل میں لے جائیں گے۔"

راجہ وکرم کبوتر کو لے کر محل میں آ گیا۔ جب وہ اکیلا رہ گیا تو کبوتر نے اپنی سرخ آنکھوں سے راجہ کو غور سے دیکھا۔ پھر ایک دم سے سانپ بن کر پنجرے سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باہر آ گیا۔ راجہ خوف کے مارے پیچھے ہٹ گیا۔ سانپ نے انسان کی آواز میں کہا:

"اے راجہ! ڈرو نہیں۔ میں دیوتا ہوں اور تمہیں مبارک باد دینے آیا ہوں کہ تمہارے ہاں چاند سا لڑکا پیدا ہو گا۔"

راجہ بڑا خوش ہوا۔ ہاتھ جوڑ کر بولا:

"اے ناگ دیوتا! میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

سانپ نے کہا:

"دُودھ کا پیالہ منگواؤ۔"

راجہ نے اسی وقت سونے کے پیالے میں دُودھ منگوایا۔ سانپ نے تھوڑا سا دودھ خود پیا۔ اور دودھ میں ایک خاص قسم کا زہر چھوڑ دیا۔ پھر بولا:

"اے راجہ! اس دُودھ کو تم پی جاؤ۔"

راجہ پہلے تو گھبرایا مگر دیوتا کی ہیبت کے خیال سے دُودھ پی گیا۔ دُودھ کے پیتے ہی اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ توشنکو اسی وقت اپنی اصل شکل میں آ گیا۔ اس نے منتر پڑھ کر راجے پر پھونک ماری۔ راجہ ایک ننھی سی چڑیا بن گیا۔

توشنکو سپیرے نے چڑیا کو اٹھا کر اپنے سر پر بٹھا لیا اور آنکھیں بند کر کے ایک منتر پڑھا کر اس کی شکل ایک دم سے راجہ وکرم کی شکل بن گئی۔ اب وہ سپیرا توشنکو نہیں بلکہ وکرم راجہ بن چکا تھا۔ اس میں اور اصلی راجہ وکرم کی شکل میں کوئی فرق نہیں رہا تھا۔ اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ننھی بے ہوش چڑیا کو ایک سوراخ دار ڈبے میں بند کر کے محل کی دیوار کے ایک سوراخ میں چھپا کر رکھ دیا اور خود راجہ کی شکل میں بڑی شان سے چلتا ہوا مہارانی کے کمرے میں آ گیا۔ مہارانی کو ذرا سا بھی شک نہ ہوا کہ یہ اصل راجہ نہیں ہے بلکہ مکار سپیرا توشنکو ہے۔ اس نے راجہ کی طرف دیکھ کر کہا:

"مہاراجہ! آج آپ دریا پر اشنان کرنے نہیں جائیں گے؟"

مکار توشنکو کو معلوم ہوا کہ راجہ دن کے وقت مہارانی کے پاس آنے سے پہلے دریا پر اشنان کرنے جاتا تھا۔ توشنکو نے جھوٹ بولا:

"مہارانی! ہم اشنان کر آئے ہیں۔"

مہارانی کو راجہ کی آواز میں کچھ فرق محسوس ہوا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہنے لگی :

"مہاراجہ ! آپ کی آواز کیوں بدلی ہوئی ہے !
کیا گلا خراب ہے ؟"

مکار توشنکو ذرا گھبرایا ۔ پھر سنبھل گیا اور گلے پر ہاتھ پھیر کر بولا :

"ہاں ہاں ۔۔۔ آج ہمارا گلا کچھ خراب ہے مہارانی۔"

راجہ وکرم کا ایک ہی بیٹا تھا جو تخت کا وارث بننے والا تھا ۔ مکار توشنکو نے راجہ بننے کے بعد راجہ وکرم کے بیٹے کو اپنے منتروں کی طاقت سے مکڑی بنا کر محل کے تہہ خانے میں پھینک دیا اور اس کی جگہ اپنے بیٹے کو افریقہ سے بلا کر دربار میں اعلان کر دیا کہ چونکہ ہمارا بیٹا گم ہو گیا ہے اس لیے ہم اس لڑکے کو تخت کا وارث قرار دیتے ہیں ۔ مہارانی نے راجہ سے پوچھا: کہ یہ لڑکا کون ہے اور اسے کیوں تخت کا وارث بنا رہے ہیں آپ ؟ اس پر مکار توشنکو نے مہارانی کو ڈانٹتے ہوئے کہا :

"مہارانی ! تم کون ہوتی ہو ہمارے معاملے میں دخل دینے والی ۔ ہم چاہے کسی غریب کے بچے کو اُٹھا کر راج کمار بنا دیں ۔ خبردار اگر آئندہ ہمارے

کسی حکم پر اعتراض کیا تو ہم تمہیں بھی گدھی بنا کر جنگل میں چھوڑ آئیں گے ۔"

مہارانی تو حیران ہو کر رہ گئی ۔ اس سے پہلے اس کے راجہ نے کبھی اس قسم کی سخت بات نہیں کی تھی ۔ بلکہ راجہ وکرم تو اس کے ساتھ بڑے اخلاق سے پیش آتا تھا ۔ وہ شک میں پڑ گئی کہ راجہ وکرم پر ضرور کسی نے جادو ٹونہ کر دیا ہے ۔ اس نے ایک روز اپنے خاص جوتشی کو بلا کر اس سے مہاراجہ کا زائچہ بنانے کے لیے کہا ۔ جوتشی نے زائچہ بنا کر حیرت سے کہا :

"مہارانی ! یہ اصل راجہ نہیں ہے ۔"

"ہیں ؟ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مہاراج ؟"

جوتشی نے ہاتھ باندھ کر کہا :

"میں سچ کہہ رہا ہوں مہارانی ! یہ اصلی راجہ وکرم نہیں ہے بلکہ اس کی جگہ جادو سے اس کی شکل اختیار کر کے تخت پر آن بیٹھا ہے ۔ یہ کوئی بہت بڑا جادوگر ہے ۔"

مہارانی نے جوتشی سے پوچھا :

"اصلی مہاراجہ کہاں ہے ؟ کیا وہ زندہ ہیں ؟"

جوتشی زائچے کو غور سے دیکھنے کے بعد بولا :

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں مہارانی صاحبہ! اصلی راجہ وکرم زندہ ہیں اور اسی محل میں کسی جگہ قید ہیں۔ مگر زائچہ یہ نہیں بتا سکتا کہ وہ کس جگہ پر قید ہیں۔"

مہارانی نے پوچھا:

"اب یہ بتائیں کہ ہمارا بیٹا کہاں پر ہے؟"

جوتشی نے زائچہ دیکھ کر کہا:

"مہارانی! میرا زائچہ بتا رہا ہے کہ راج کمار بھی زندہ ہے اور اسی محل میں کسی جگہ قید ہے۔"

مہارانی نے جوتشی سے کہا کہ وہ زائچے پر اور زیادہ محنت کر کے بتائے کہ راجہ وکرم اور راج کمار محل میں کس جگہ پر ہیں۔ جوتشی نے نئے سرے سے حساب بنایا اور پھر غور کرنے کے بعد کہا:

"مہارانی! اس جادوگر نے مہاراجہ وکرم اور آپ کے راج کمار کو کوئی جانور بنا کر محل میں کسی جگہ قید کر رکھا ہے۔ جس کا کھوج لگانا بہت مشکل ہے۔"

مہارانی سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"مجھے تو پہلے ہی شک ہو گیا تھا کہ یہ مہاراجہ وکرم نہیں کوئی دھوکے باز ہے۔ اب کیا ہو گا۔ اس

نقلی راجہ سے نجات کس طرح سے حاصل کریں۔ کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ مہاراجہ وکرم اور ہمارا بیٹا پھر سے انسان بن جائیں اور یہ جھوٹا راجہ بھی اپنے انجام کو پہنچے۔"

جوتشی نے کہا:

"مہارانی! اس نقلی راجہ کے پاس ناگ دیوتا کا منتر ہے جس کا توڑ یہاں کسی کے پاس نہیں ہے۔ اس کا توڑ تو ناگ دیوتا کا کوئی بیٹا ہی کر سکتا ہے۔"

مہارانی نے ناامید ہو کر جوتشی کو واپس بھیج دیا۔ خفیہ طور پر اس نے محل کا کونہ کونہ تلاش کر ڈالا کہ کہیں سے اصلی راجہ وکرم اور اس کے بیٹے کا سراغ مل سکے۔ مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ اسی طرح دن گزرتے گئے۔ آخر ایک روز مکار توشنکو نے جو راجہ وکرم بن کر حکومت کر رہا تھا۔ اپنے افریقہ والے بیٹے کو تخت پر تاج پہنا کر اپنے ساتھ بٹھا لیا اور اسے جزیرے میں اعلان کر دیا کہ آج سے اس کا بیٹا راج کمار ہی مہاراجہ ہے۔ کسی نے اعتراض نہ کیا۔ کیوں کہ اس کی شکل ہو بہو مہاراجہ وکرم کی تھی۔ کوئی کیسے اس پر شک کر سکتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا بھلا؟ مہارانی ڈرتے مارے کسی سے ذکر نہیں کرتی تھی۔ کیونکہ اسے ڈر تھا کہ اگر نقلی راجہ کو خبر ہو گئی کہ میں اس کے خلاف باتیں کر رہی ہوں تو وہ نہ صرف یہ کہ اسے گدھی بنا دے گا بلکہ اس کے خاوند اصلی راجہ وکرم اور اس کے بیٹے کو بھی ہلاک کر دے گا۔

ادھر ایسا ہوا کہ ناگ کا صندوق جزیرے کے جنگل میں جس مکان کی کوٹھڑی میں بند تھا۔ اس کے پاس ہی ایک ندی بہتی تھی۔ ایک روز بڑی بارش ہوئی اور ندی میں سیلاب آ گیا۔ پانی کوٹھڑی میں داخل ہو گیا اور صندوق کے سوراخوں میں سے بے ہوش ناگ کے پاس بھی آ گیا۔ اس پانی میں اتفاق سے ایک بہت ہی زہریلا سانپ بھی بہتے بہتے سیلاب کے ساتھ کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ یہ جزیرے کا سب سے زہریلا سانپ تھا۔ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ اگر یہ کسی مُردے کو ڈس دے تو وہ ایک بار ضرور تڑپ اُٹھتا ہے۔

چونکہ ناگ بے ہوشی کی حالت میں تھا اور منتروں کی وجہ سے اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی خاص قسم کی بُو نہیں نکل رہی تھی۔ اس لیے سانپ صندوق کے اندر چلا گیا اور اس نے ناگ کو ڈس دیا۔ اس سانپ کے زہر

نے ناگ کے بے ہوش جسم میں پھر سے زندگی کی لہر دوڑا دی۔ اس کے جسم نے زہر کی وجہ سے ایک جھرجھری لی اور ناگ نے آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی اس نے دیکھا کہ وہ ایک صندوق میں بند ہے اور ایک سُرخ رنگ کا زہریلا سانپ صندوق کے سوراخ میں سے نکل کر باہر جا رہا ہے۔

ناگ نے سانپ کو وہیں دبوچ لیا۔ پھر دوسرے ہاتھ سے زور لگا کر وہ صندوق کا ڈھکنا کھول کر باہر آ گیا۔ کوٹھڑی میں سیلاب کا پانی تھا۔ ناگ نے سانپ کو گردن سے پکڑ رکھا تھا۔ وہ اسے لے کر کوٹھڑی سے نکل آیا اور جنگل میں ایک اُونچی جگہ پر پہنچ کر سانپ سے کہا:

"جانتے ہو تم نے کس کو ڈسا ہے؟"

ہوش میں آتے ہی ناگ کے جسم سے دوبارہ ناگ دیوتا کی خاص خوشبو جاری ہو گئی تھی۔ اس سُرخ سانپ کے زہر نے مکار تونشکو کے آدھے جادو کو ختم کر دیا تھا۔ سُرخ سانپ کو اب محسوس ہو گیا تھا کہ اس نے ناگ دیوتا کو ڈسنے کی غلطی کی تھی۔ سُرخ سانپ نے لرزتی ہوئی آواز میں معافی مانگی اور کہا:

"ناگ دیوتا! غلام کی یہ جرأت ہرگز نہ ہوتی اگر آپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہوتی۔ میں دھوکا کھا گیا۔ مجھے معاف کر دیا جائے حضور۔"

ناگ کو احساس ہو چکا تھا کہ اس ڈاڑھی والے تونشکو نے اس کی طاقت چھین لی ہے اور وہ اسے صندوق میں بے ہوش کر کے خود ناگ بن کر فرار ہو چکا ہے۔ ناگ نے گہرا سانس لے کر سانپ کا روپ اختیار کرنا چاہا مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔ اس کی طاقت اس سے چھین لی گئی تھی ناگ کو بڑا دکھ ہوا۔ اس نے اس کا سُرخ سانپ سے ذکر کیا اور کہا کہ کیا اس جزیرے میں ناگن دیوی کی کوئی قبر ہے؟ ان سانپوں میں یہ طریقہ ہوتا ہے کہ ہر علاقے میں ایک ناگن دیوی ہوتی ہے۔ جب یہ ناگن دیوی مر جاتی ہے تو یہ سانپ زمین کے اندر اس کی ایک جگہ قبر بنا دیتے ہیں۔ جب ناگن دیوی کی قبر دو سو سال پرانی ہو جاتی ہے۔ ناگ کو معلوم تھا کہ اب صرف کسی مردہ ناگن کی دو سو سالہ پُرانی ہڈی یا اس کی روح ہی اس کی طاقت کو واپس لا سکتی ہے۔ سُرخ سانپ نے کہا:

"ہاں اے ناگ دیوتا! یہاں سے دُور ایک پہاڑی کے اندر ہماری مقدس ناگن دیوی کی

قبر ہے۔ اسے قبر میں دفن ہوئے تین سو سال ہو گئے ہیں۔

ناگ یہ سن کر بے حد خوش ہوا۔ اس نے سُرخ سانپ سے کہا:

"کیا تم مجھے وہاں تک لے جا سکتے ہو؟"

"کیوں نہیں میرے آقا! مگر آپ تو اب نہ سانپ بن سکتے ہیں نہ پرندہ بن کر اُڑ سکتے ہیں۔ پھر آپ اتنی دُور جنگل کا راستہ پیدل کس طرح طے کریں گے؟"

اچانک ناگ کو ہندوستانی سنیاسی جادوگر کے دیئے ہوئے سانپ کے مہرے کا خیال آ گیا جس کو منہ میں رکھ کر وہ غائب ہو جاتا تھا اور ہوا میں اڑنے لگتا تھا۔ اس نے جیبوں میں ہاتھ ڈال کر دیکھا۔ خوش قسمتی سے مکار تونشکو نے ناگ کے کپڑوں کی تلاشی نہیں لی تھی۔ سانپ کا مہرہ ناگ کے کپڑوں کی اندرونی جیب میں اُسی طرح پڑا تھا۔ اس نے مہرہ نکال کر کہا:

"میں اس کی مدد سے غائب ہو کر اُڑ سکتا ہوں تم میرے کندھے پر آ کر بیٹھ جاؤ اور ناگن کی قبر تک میری راہ نمائی کرو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سرخ سانپ ناگ کے کندھے پر آکر بیٹھ گیا۔ ناگ نے اللہ کا نام لے کر سانپ کا مہرہ منہ میں رکھ لیا۔ مہرہ منہ میں رکھتے ہی وہ غائب ہو گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ ہوا میں پھیلائے اور زمین سے بلند ہو کر اُڑنا شروع کر دیا۔ وہ درختوں کے اُوپر سے ہو کر اُڑ رہا تھا۔ راستے میں ایک دریا آگیا۔ سُرخ سانپ نے کہا:

"اس دریا کے پار ایک پہاڑ آئے گا۔ اس پہاڑ کے اندر ایک غار میں ناگن دیوی کی قبر ہے۔"

ناگ دریا کے اُوپر سے اُڑتا ہوا گذر گیا۔ کافی آگے جا کر ایک بہت بڑا پہاڑ آگیا جس کی ڈھلان پر گھنا جنگل پھیلا ہوا تھا۔ سُرخ سانپ نے کہا کہ یہی وہ پہاڑ ہے جس کے غار میں ہمیں جانا ہے ایک خاص جگہ پر ناگ زمین پر اُتر آیا۔ اس نے مہرہ منہ میں سے نکال کر جیب میں رکھ لیا۔ وہ پھر سے ظاہر ہو گیا۔ سُرخ سانپ ناگ کو غار کے دروازے تک لے جا کر بولا:

"میرے آقا! اب مجھے اجازت دیجئے۔ میں

اس سے آگے نہیں جا سکتا۔ اگر دو قدم آگے بڑھا تو ناگن دیوی کے جلال سے جل جاؤں گا۔ اس سے آگے آپ ہی جا سکتے ہیں۔ کیوں کہ آپ ناگ دیوتا ہیں۔"

ناگ نے سُرخ سانپ کا شکریہ ادا کر کے اسے رخصت کر دیا۔

ناگ غار کے اندر داخل ہو گیا۔ غار بڑا گہرا اور تنگ و تاریک تھا۔ ناگ آگے بڑھتا چلا گیا۔ ایک جگہ غار کھُلا ہو گیا تھا۔ یہاں اس نے ایک پتھروں کی چھوٹی سی ڈھیری دیکھی جس کے اوپر ایک خوبصورت انسانی شکل والی ناگن بیٹھی تھی۔ اس کے تین سر تھے اور تینوں سروں کے اُوپر سانپ کے پھن ایسے تاج رکھے تھے۔ ناگ نے بڑے ادب سے ناگن کو جھک کر سلام کیا۔ ناگن مسکرائی اور بولی:

"ناگ! میں جانتی ہوں تم کیوں میرے پاس آئے ہو۔"

ناگ نے کہا: "اے عظیم ناگن دیوی! مجھ سے بڑی بھول ہو گئی کہ میں نے ایک مکّار دھوکے باز کی باتوں پر اعتبار کر لیا اور اس نے اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جادو کے زور سے مجھ سے میری طاقت
چھین لی۔ اب کوئی ایسا طریقہ بتاؤ کہ میری
طاقت واپس آ جائے۔"

ناگن دیوی نے کہا:

"اس مکار نے عظیم ناگ دیوتا کا منتر پڑھا
تھا۔ مگر وہ جھوٹا آدمی ہے۔ اس لیے عظیم
ناگ اس سے ناخوش ہو چکا ہے اور اس
نے مجھے اجازت دے دی ہے کہ میں اس
جھوٹے ناگ کو اس کی مکاری کا مزہ چکھاؤں۔
کیوں کہ ہمارے منتر انسانیت کی بھلائی کے
لیے ہوتے ہیں۔ ہم میں سے اگر کوئی جادو
ٹونے سے انسانوں کو تکلیف دینی شروع کر
دے تو تم جانتے ہو کہ ہم اسے زندہ نہیں
چھوڑتے۔ اس لیے میں تمہاری مدد کروں گی۔"

ناگ نے پوچھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیئے۔ ناگن
دیوی نے اپنے پنجر کی ایک نوکیلی ہڈی نکال کر
ناگ کو دی اور کہا:

"اسے لے جا کر اس جھوٹے راجہ کی گردن میں
چبھو دو۔ اس کا سارا جادو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے

ختم ہو جائے گا۔ اور تمہاری طاقت واپس آ
جائے گی۔"

ناگ نے ہڈی کا کانٹا لے کر رکھ لیا۔ ناگن دیوی
کا شکریہ ادا کیا اور غار سے باہر نکل آیا۔ اس نے
سانپ کا مہرہ منہ میں رکھا اور غائب ہو کر اڑنے لگا۔
اڑتے اڑتے ناگ نے دیکھا کہ دور ایک پہاڑی کے
دامن میں وادی ہے جس میں مہاراجہ کے شاندار محل
کے گنبد دھوپ میں چمک رہے ہیں۔

ناگ محل کی طرف اڑنے لگا۔ محل کے اوپر آ
کر ناگ نے سارے محل کا ایک چکر لگایا اور پھر
نیچے محل کی چھت پر اتر آیا۔ چھت پر ایک بارہ دری
بنی تھی جس کے اندر سے سیڑھیاں نیچے محل کو
جاتی تھیں۔ ناگ سیڑھیاں اترنے لگا۔ نیچے سیڑھی کے
دروازے پر ایک سپاہی تلوار لیے پہرہ دے رہا تھا۔
ناگ اس کے قریب سے ہو کر گزر گیا۔ ناگ برآمدے
میں آ گیا۔ وہ مکار توشنکو کی تلاش میں تھا ایک کمرے
کا دروازہ کھلا تھا۔ اندر سے کسی آدمی اور عورت
کے بولنے کی آواز آ رہی تھی۔

ناگ چپکے سے پردہ اٹھا کر اندر داخل ہو گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کمرے میں جزیرے کی مہارانی سر پر سونے کا ہیرے موتیوں والا تاج رکھے اپنے خاص جوتشی سے اپنے بیٹے اور خاوند کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ اس نے اچانک جوتشی کی طرف دیکھ کر کہا:

"میں نے ابھی ابھی پردہ اٹھتے اور گرتے دیکھا ہے۔ ایسا لگتا ہے کسی کی غیبی روح اندر آئی ہے۔"

جوتشی نے مسکرا کر کہا:

"آپ کا وہم ہو گا مہارانی جی! بھلا کسی غیبی روح کو کیا پڑی ہے کہ یہاں آئے۔"

مہارانی نے کہا:

"نہیں ــــ یہاں ضرور کوئی ہے۔ آپ زائچہ بنا کر دیکھیں۔"

ناگ سمجھ گیا کہ یہی مہارانی ہے جس کے راجہ کو جلا وطن کر کے مکار توشنکو خود تخت پر راجے کی شکل بنا کر بیٹھ گیا ہے۔ اس نے اپنا آپ ابھی ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ مہارانی اور جوتشی کی باتیں سننا چاہتا تھا۔ ویسے بھی وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ جوتشی کا زائچہ اسے پکڑ سکتا ہے کہ نہیں۔ جوتشی نے سلیٹ

پر زائچہ بنایا۔ کچھ لکیریں ڈالیں اور پھر پریشان ہو کر ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولا:

"مہارانی جی! آپ کا شک درست نکلا ہے۔ اس کمرے میں کوئی غیبی انسان موجود ہے۔"

مہارانی سہم سی گئی:

"کیا وہ غیبی روح نہیں ہے۔"

جوتشی نے زائچے پر ایک نظر ڈال کر کہا:

"نہیں مہارانی جی! یہ کوئی روح نہیں ہے۔ یہ کوئی انسان بھی نہیں ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ زائچہ یہی بتاتا ہے کہ یہ کوئی شے انسانی شکل میں ہے اور غائب ہو کر اس کمرے میں موجود ہے۔"

مہارانی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا:

"کیا آپ اس غیبی انسان سے بات کر سکتے ہیں؟"

اس پر ناگ نے آہستہ سے کہا:

"مہارانی جی! میں خود آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

مہارانی ڈر کر سمٹ گئی۔

"تم ــــ تم کو [illegible] ہو؟"

[illegible] جی ڈر کر کانپنے لگا۔ ناگ نے سانپ کا چہرہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

منہ سے نکال لیا۔ اب ان کے سامنے ایک سانولے رنگ کا خوش شکل سیاہ گھنگھریالے بالوں والا اٹھارہ انیس سال کا نوجوان کھڑا تھا۔

"مہارانی مجھ سے ڈریں نہیں۔ میں کون ہوں؟ یہ آپ کو بعد میں بتاؤں گا۔ اتنا ضرور کہوں گا کہ میں آپ کی مدد کرنے آیا ہوں۔"

مہارانی کو کچھ حوصلہ ہوا۔ اس نے آہ بھر کر کہا:

"تم ہماری کیا مدد کر سکتے ہو؟ ہم سخت مصیبت میں پھنس گئے ہیں؟"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"میں آپ کی مصیبت کو جانتا ہوں۔"

پھر اس نے جوتشی کی طرف منہ کر کے کہا:

"جوتشی مہاراج! آپ کا حساب یہی کہتا ہے نا کہ ایک نقلی جادوگر نے مہاراجہ وکرم کی شکل بنا کر راج گدی پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اصلی راج کمار کو غائب کر کے اپنے بیٹے کو راج کمار بنا دیا ہے؟"

جوتشی ہاتھ باندھ کر بولا:

"مہاراج آپ تو سب کچھ جانتے ہیں۔"

مہارانی بھی ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئی اور آنکھوں میں آنسو بھر کر بولی:

"مہاراج! ہماری مدد کریں۔ میرے خاوند راجہ وکرم کو اس مکار جادوگر نے میرے بیٹے راج کمار کے ساتھ ہی اس محل کسی جگہ غائب کر دیا ہے بھگوان کے لیے اس مکار دھوکے باز کو محل سے نکال دیں اور اصلی راجہ اور میرا بیٹا ہمیں واپس دلا دیں۔"

ناگ نے مہارانی اور جوتشی کو دیوان پر بیٹھنے کے لیے کہا۔ پھر خود اٹھ کر دیکھا۔ کہ کہیں کسی پردے کے پیچھے کوئی چھپ کر ان کی باتیں تو نہیں سن رہا۔ جب اس نے اچھی طرح سے اطمینان کر لیا کہ وہاں کوئی غیر شخص موجود نہیں ہے تو مہارانی اور جوتشی کے سامنے قالین بیٹھ گیا اور بولا:

"کیا آپ نے محل کی تلاشی لے لی ہے؟"

جوتشی بولا:

"مہاراج! ہم نے محل کا چپہ چپہ چھان مارا ہے مگر مہاراجہ وکرم اور راج کمار کا کہیں سراغ نہیں ملا۔ اصل میں میرے حساب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے مطابق راجہ اور راج کمار کو اس مکّار
اور جھوٹے راجہ نے کوئی جانور بنا کر کسی
جگہ قید کر رکھا ہے۔ میں یہ نہیں معلوم کر سکتا
کہ وہ کون سے جانور بنے ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"میں اس کا ابھی پتہ لگائے لیتا ہوں۔"

جوتشی نے پوچھا:

"مہاراج! آپ کیسے پتہ لگا سکیں گے۔
جب کہ میرا ستاروں کا حساب یہاں ناکام
ہو گیا ہے۔"

ناگ مسکرایا:

"آپ کے سامنے میں ایک سانپ کو بلاؤں
گا۔ آپ ڈریں گے تو نہیں۔"

مہارانی نے ہاتھ باندھ کر کہا:

"نہیں مہاراج! اگر وہ ناگ ہمیں کچھ نہیں
کہے گا تو ہم اس سے نہیں ڈریں گے۔"

جوتشی بولا:

"مگر ـــ مگر ایک سانپ کیسے بتائے گا؟"

ناگ نے کہا:

"یہ آپ کو ابھی معلوم ہو جائے گا مہاراج!"

پھر اس نے مہارانی سے کہا کہ وہ کسی ایسے
کمرے میں نہیں جا سکتے۔ کہ جہاں بالکل خاموشی
ہو اور کسی کے اندر آنے کا خطرہ نہ ہو؟ مہارانی
ناگ کو لے کر اپنے خاص کمرے میں آ گئی۔
یہاں چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی تھی۔ مہارانی اور
جوتشی مخمل کی گدّے دار کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ناگ
بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ درمیان میں چاندی کا میز
رکھا تھا۔ ناگ نے آنکھیں بند کر لیں۔ خوشبو کی طاقت واپس
ملنے کے بعد وہ پہلی بار اسے آزما رہا تھا۔ دل میں
اس نے خدا سے دعا کی کہ یا اللہ میری عزّت رکھنا
اور میری طاقت مجھے واپس کر دینا۔ پھر اس نے آنکھیں
بند کر لیں اور اپنے دماغ کی بڑی تیز مقناطیسی شعاعوں
میں محل کے نیچے خزانے پر بیٹھے ہوئے سانپ کو
آواز دی!!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا گم ہو گئی

محل کے نیچے ایک کلغی دار سانپ خزانے کی حفاظت کر رہا تھا کہ اچانک اسے ناگ دیوتا کی آواز کا سگنل ملا۔ وہ ایک دم سے چوکنا ہو گیا۔ اس نے بڑے ادب سے واپسی سگنل بھیجا۔

"عظیم ناگ! میں حاضر ہوں۔"

اُوپر سے ناگ کا سگنل آیا:

"فوراً میرے سامنے حاضر ہو جاؤ۔"

ناگ بڑا خوش ہوا کہ اب وہ مکّار توشنکو کو اس کی بددیانتی کی سزا دے سکتا تھا۔ اس نے آنکھیں بند رکھیں اور خزانے کے سانپ کو تیسرا سگنل روانہ کیا:

"کیا تم سن رہے ہو خزانے کے سانپ؟"

خزانے کا سانپ تیزی سے زمین کے اندر ہی اندر سفر کرتا محل کے اُوپر آ رہا تھا۔ اس نے وہیں سے جواب دیا:

"عظیم ناگ! میں حاضر ہو رہا ہوں۔"

مہارانی اور جوتشی بڑے اشتیاق اور حیرت سے کبھی ناگ کی طرف اور کبھی چاندی کی خالی میز کی طرف دیکھنے جہاں سانپ آنے والا تھا کمرے میں سانپ کی آواز سنائی دی۔ خوف سے اس کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا۔ اتنے میں ایک بہت بڑا سانپ پھن اُٹھائے لہراتا جھومتا جھامتا پردے کے پیچھے سے نکل کر ناگ کے سامنے آیا اور چاندی کی میز پر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اس نے سر کو تین بار جھکا کر ناگ کو ادب سے سلام کیا۔ وہ بار بار اپنی زبان باہر نکال رہا تھا۔ ناگ نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا اور کہا:

"تم اس محل کے نیچے رہتے ہو۔ تمہیں سارے تہہ خانوں کا علم ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس محل میں اصلی راجہ وکرم اور اس کا بیٹا راجکمار کس جگہ پر ہیں؟"

سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ! اس وقت راج گدی پر جو مکّار سپیرا توشنکو بیٹھا ہے اس نے اصلی راجہ وکرم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو چڑیا بنا کر ایک ڈبے میں بند کر کے اپنی خواب گاہ کی دیوار میں چھپا رکھا ہے اور راج کمار محل کے سب سے نچلے تہہ خانے میں ایک مکڑی کی شکل میں دیوار سے چمٹا ہوا ہے۔"

جب ناگ کو راجہ اور راج کمار کے ٹھکانوں کا پتہ لگ گیا تو اس نے خزانے کے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور اسے رخصت کر دیا۔

سانپ کے جانے کے بعد مہارانی نے پوچھا کہ سانپ نے مہاراجہ اور راج کمار کے بارے میں کیا بتایا ہے؟ ناگ نے کہا:

"سب سے پہلے مجھے اس محل کے سب سے نچلے تہہ خانے میں لے چلیں کیوں کہ راج کمار اسی جگہ قید ہے۔"

مہارانی اور جوتشی نے ناگ کو ساتھ لیا اور ایک خفیہ راستے سے ہوتے ہوئے محل کے سب سے پرانے اور نیچے کے تہہ خانے میں آ گئے۔ یہاں اندھیرا تھا۔ جوتشی نے موم بتی جلائی تو اس کی روشنی میں ناگ نے دیکھا کہ ایک مکڑی دیواری کے جالے میں پھنسی ہوئی سانس لے رہی ہے۔ ناگ نے مہارانی سے کہا:

"مہارانی جی! یہ ہے آپ کا راج کمار بیٹا۔"

مہارانی کی چیخ نکل گئی:

"بھگوان کے لیے میری مدد کرو۔ اسے پھر سے انسان بنا دو۔ میں ساری زندگی تمہاری خدمت کروں گی۔"

ناگ نے مکڑی کو پکڑ کر جالوں میں سے باہر نکالا اور فرش پر رکھ دیا۔ مکڑی اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے مہارانی کو بے بسی سے تک رہی تھی۔ جیسے اس نے بھی اپنی ماں کو پہچان لیا تھا۔ ناگ نے آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا اور پھر ایک منتر پڑھ کر مکڑی پر پھونک ماری۔ مکڑی ایک دم سے راج کمار بن گیا۔ مہارانی نے اسے گلے سے لگا لیا اور اس کی بلائیں لینے لگی۔ جوتشی نے ناگ کے آگے ماتھا ٹیک دیا۔

ناگ نے کہا:

"ابھی مہاراجہ وکرم کو واپس لانا باقی ہے۔ میرے ساتھ اوپر چلیں۔ کیونکہ اب مجھے نقلی راجہ کے خاص سونے کے کمرے میں جانا ہوگا۔ لیکن وہاں جانا مشکل ہوگا۔ ہمیں احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ اگر نقلی راجہ کو ذرا سا بھی شک پڑ گیا تو وہ اصلی راجہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو ہلاک کر دے گا۔"

مہارانی نے کہا: "میں تمہیں اس تک لے جاؤں گی۔"

مہارانی، جوتشی، راج کمار اور ناگ اوپر محل میں مہارانی کے کمرے میں آ گئے۔ ناگ نے جوتشی اور راج کمار کو تو اسی جگہ رہنے دیا اور خود مہارانی کے ساتھ نقلی راجہ کی خواب گاہ یعنی سونے کے کمرے کی طرف چل دیا۔ سامنے جہاں دیوانِ خاص شروع ہوتا تھا کنیزیں اور پہرے دار چل پھر رہے تھے۔ مہارانی نے کہا:

"یہ لوگ تمہیں میرے ساتھ دیکھ کر شک کر سکتے ہیں اور ہو سکتا ہے نقلی راجہ کا کوئی جاسوس اسے جا کر اطلاع کر دے۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ تم غائب ہو کر میرے ساتھ چلو۔"

ناگ نے اسی وقت سانپ کا مہرہ نکال کر اپنے منہ میں رکھ لیا اور غائب ہو گیا۔ مہارانی اسے لے کر نقلی راجہ کے خاص سونے والے کمرے میں آ گئی۔ اس کا خیال تھا کہ نقلی راجہ دن کے وقت وہاں نہیں ہو گا۔ مگر جونہی وہ ناگ کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی نقلی راجہ یعنی توشنکو وہاں موجود تھا

نقلی راجہ نے ایک دم سے ناک سکوڑی اور اِدھر اُدھر

دیکھنے لگا۔ پھر جلدی سے پریشانی کے عالم میں گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ مہارانی پریشان سی ہو گئی کہ کہیں اس نے ناگ کو دیکھ تو نہیں لیا۔ اس نے اپنا شک دور کرنے کے لیے پوچھا:

"کیا بات ہے مہاراج! آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"

نقلی راجہ کمرے میں چاروں طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ بولا:

"یہاں کوئی شخص موجود ہے۔"

مہارانی کے پیروں تلے کی زمین نکل گئی۔ اس کم بخت نے کہیں ناگ کو دیکھ تو نہیں لیا۔ وہ جھٹ بولی:

"مہاراج! یہاں سوائے ہم دونوں کے اور کوئی نہیں ہے۔"

نقلی راجہ کمرے کی ایک ایک چیز کو اُٹھا کر نیچے دیکھ رہا تھا۔

"تم نہیں جان سکتی مہارانی! مجھے معلوم ہے۔ میرا علم مجھے بتا رہا ہے کہ یہاں کوئی تیسرا شخص موجود ہے جو ـــ جو اصل میں ایک سانپ ہے۔ مجھے اس کی بُو آ رہی ہے۔ لیکن وہ یہاں کس طرح آ سکتا ہے۔ وہ تو یہاں سے دُور جنگل میں صندوق

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے اندر بند ہے۔"

مہارانی نے یونہی اَن جان بن کر کہا:

"مہاراج آپ کس کی باتیں کر رہے ہیں؟ خیریت تو ہے؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"

نقلی راجہ نے جھنجلا کر کہا:

"بکواس بند کرو۔ بتاؤ یہاں اور کون ہے؟"

نقلی راجہ نے مہارانی کو بالوں سے پکڑ کر پلنگ پر گرا لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ ساری شرارت مہارانی کی ہو سکتی ہے۔ وہ ضرور اس غیبی ناگ کو ساتھ لے کر آئی ہے۔

اُدھر ناگ نے بھی اپنی جیب سے ناگن دیوی کی کینچلی کی نوکیلی کانٹے دار ہڈی نکال لی تھی۔ لیکن نقلی راجہ کو پھر سے اس کی اصلی شکل میں لانے سے پہلے ناگ اس سے کچھ باتیں کرنی چاہتا تھا۔ اس کے پاس طاقت تو واپس آ ہی گئی تھی۔ اس نے کہا:

"توشنکو! میری آواز سن رہے ہو نا؟ میں ناگ ہوں۔ جس کو تم نے اپنی جھونپڑی کے صندوق میں بند کر دیا تھا۔ مہارانی کو چھوڑ دو۔"

نقلی راجہ خوف کے مارے اچھل کر دوسری طرف جا کھڑا ہوا۔

"تم ۔۔۔ تم ۔۔۔ تم کہاں سے آ گئے؟ کیسے آ گئے تم نظر کیوں نہیں آتے؟"

ناگ نے کہا:

"نقل نقل اور اصل اصل ہوتی ہے۔ کاٹھ کی ہنڈیا بس ایک بار ہی چڑھ سکتی ہے۔ تمہاری جھوٹی بادشاہت کے دن ختم ہو گئے ہیں۔ میں تمہیں ہلاک بھی کر سکتا ہوں۔ مگر میں ایسا نہیں کروں گا۔ میں تمہیں تمہاری شکل واپس دے رہا ہوں۔"

اور اس کے ساتھ ہی ناگ نے ناگن دیوی کی ہڈی کا کانٹا زور سے نقلی راجہ کی گردن میں چبھو دیا۔ کانٹے کے چبھتے ہی نقلی راجہ کا جسم ایک دم نیلا پڑ گیا۔ اس کے بعد سفید ہوا اور پھر وہ اپنی اصلی شکل میں وہی پرانا ڈاڑھی والا سپیرا توشنکو بن کر سامنے آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ناگ بھی اپنی انسانی شکل میں واپس آ گیا۔

اس کے ساتھ ہی ناگ نے اس کی طرف منتر پڑھ کر پھونک ماری اور مکار توشنکو ایک کالا چھوٹا سا مکڑا بن گیا۔ ناگ نے اسے اُٹھا کر محل کی کھڑکی سے باہر باغ میں پھینک دیا۔

"اب یہ باقی زندگی مکڑا بن کر بسر کرے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مہارانی نے کہا: "ناگ مہاراج! میرے مہاراج کو تلاش کیجئے اب۔"

ناگ نے جہاں شاہی پلنگ بچھا تھا۔ اس کے پیچھے آکر دیوار کو غور سے دیکھا۔ ایک جگہ سے سفید پتھر کا ٹکڑا ہلا ہوا تھا۔ ناگ نے پتھر کو باہر کھینچ لیا۔ اس کے اندر ایک چاندی کی ڈبیا پڑی تھی۔ ناگ نے ڈبیا باہر نکال کر سب کے سامنے کھولی۔ اس میں نیلے رنگ کی ایک چھوٹی سی چڑیا بے ہوش پڑی تھی:

"یہی ہے آپ کا مہاراج وکرم۔"

مہارانی نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیے اور کہا: "ناگ دیوتا! بھگوان کے لیے اسے انسانی شکل میں لائیں میں اپنے پتی کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی۔"

"ابھی لاتا ہوں مہارانی جی!"

ناگ نے آنکھیں بند کر کے چڑیا پر پھونک ماری تو وہاں ایک دم سے اصلی مہاراجہ وکرم سامنے آن کھڑا ہوا۔ وہ حیرانی سے ناگ جوتشی اور اپنی مہارانی کو تکنے لگا:

"میں کہاں ہوں؟ میں تو سو رہا تھا۔"

مہارانی نے مہاراج کو ہاتھ باندھ کر پرنام کیا اور ادب سے کہا:

"مہاراج! آپ پر ایک مکار جادوگر نے جادو کر کے آپ کو چڑیا بنا ڈالا تھا۔ اس نے آپ کی شکل اختیار کر کے تخت پر قبضہ کر لیا تھا۔ بھگوان نے انسان کی شکل میں ناگ دیوتا کو ہمارے پاس بھیج دیا جس نے آپ کو اور راج کمار کو پھر سے انسانی شکل دی۔"

مہاراج نے ناگ کا شکریہ ادا کیا۔ پھر یہ سب لوگ دربار میں آ گئے۔ مہاراج نے اپنے راج کمار کو سینے سے لگا لیا۔ اب توشنکو پیپیرے کا افریقہ والا لڑکا سامنا لایا گیا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ مہاراج نے کہا:

"مجھے اپنا راج کمار مہارانی اور راج گدی پھر سے مل گئی ہے۔ مجھے اس لڑکے سے کوئی شکایت نہیں۔ میں اسے معاف کرتا ہوں۔"

توشنکو کے لڑکے کو معاف کر کے اسی وقت ملک افریقہ کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ مہاراجہ نے ناگ سے کہا:

"بیٹا اب تمہارا کیا ارادہ ہے۔ اگر تو چاہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو میرا وزیر اعظم بن کر ساری زندگی ہمارے
پاس بسر کر سکتا ہے اور یہ ہماری بڑی خوش
قسمتی ہو گی۔"

ناگ نے کہا:

"شکریہ مہاراج مگر میں یہاں نہیں رک سکتا۔
ابھی مجھے اپنی بہن ماریا اور بھائی عنبر کی
تلاش میں جانا ہے۔ خدا نے چاہا تو پھر کبھی نہ
کبھی ضرور ملاقات ہو گی۔"

ناگ نے مہاراج اور مہارانی سے اجازت لی اور
محل سے روانہ ہو گیا۔ راجہ نے ایک خاص کشتی اس
کے لیے تیار کروا دی تھی تاکہ اس میں بیٹھ کر وہ
سمندر کا سفر کر سکے۔ ناگ صبح صبح جزیرہ لکش دیپ
روانہ ہو گیا۔ وہ پچاس میل دور جزیرہ سنگدیپ میں پہنچ
کر سپین جانے والا جہاز پکڑنا چاہتا تھا۔ سارا دن اس
کی کشتی سمندر میں سفر کرتی رہی۔ رات کو تیز ہوائیں چلنے لگیں
جس کی وجہ سے ناگ کی کشتی راستے سے بھٹک کر بحرِ ہند
کے ایک سنگلاخ جزیرے کے ساحل کے ساتھ جا کر اتنی
زور سے ٹکرائی کہ ٹوٹ پھوٹ گئی۔ ناگ پریشان سا ہو کر
جزیرے میں ایک جگہ بیٹھ گیا اور دور سمندر کی طرف دیکھنے
لگا کہ شاید کوئی جہاز نظر آ جائے اور وہ اس میں
سوار ہو سکے۔

دوسری طرف ماریا اور عنبر — دونوں لزبن شہر کی
تباہی کے بعد ایک چھوٹی سی کشتی میں سوار ہو کر سمندر
میں نکل کھڑے ہوئے تھے۔ ان کی کشتی بھی سمندر میں راستہ
بھول کر بھٹک گئی تھی۔ آج انہیں سمندر میں بھٹکتے ہوئے
پندرھواں دن جا رہا تھا۔ چونکہ ان دونوں کو کھانے پینے
کی ضرورت نہیں تھی اور وہ پانی اور اناج کے بغیر بھی
زندہ رہ سکتے تھے۔ اس لیے انہیں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔
مگر دونوں پریشان تھے کب تک یونہی بھٹکتے رہیں گے۔

اٹھارویں دن انہیں دور زمین دکھائی دی۔ وہ بڑے
خوش ہوئے۔ انہوں نے کشتی کو زمین کی طرف زور زور
سے چلانا شروع کیا۔ آخر وہ کشتی کو کنارے پر لے آئے۔
یہاں دور تک ریت ہی ریت پھیلی ہوئی تھی۔ کافی آگے
جا کر درختوں کا گھنا جنگل شروع ہوتا تھا۔ عنبر اور ماریا
ریت پر چلتے ہوئے جنگل کے پاس آ گئے۔ یہاں انہوں
نے پتھر کا ایک چبوترہ دیکھا جس پر ایک بن مانس
قسم کے جانور کا بت بنا ہوا تھا۔ ماریا نے عنبر
سے پوچھا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عنبر! یہ بن مانس کا بت یہاں کس نے بنا کر لگایا ہے؟"

عنبر بھی بُت کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ بن مانس کا سر چھوٹا، جسم بہت بڑا اور چوڑے جبڑے میں سے نوکیلے دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ اس بن مانس میں ایک خاص بات یہ تھی کہ اس کی ایک آنکھ چھوٹی اور دوسری آنکھ بڑی اور گول تھی۔

"تم اس آنکھ کو دیکھ رہی ہو ماریا؟"

"ہاں دیکھ رہی ہوں۔ ایک چھوٹی ہے اور دوسری بڑی ہے۔"

پھر اِدھر اُدھر دیکھ کر ماریا نے کہا۔

"ہم کس ملک کی زمین پر آ گئے ہیں؟ میرا خیال ہے یہ کوئی جزیرہ ہی ہے ملک نہیں ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے عنبر؟"

عنبر کہنے لگا:

"یہ بحرِ ہند کے علاقے کے جزیرے ہیں۔ اس علاقے میں کافی جزیرے آباد ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ کہیں ہم سری لنکا کے جزیرے پر تو نہیں آ پہنچے۔ یہ ایک چھوٹا سا جزیرے کی

طرح کا ملک ہے جو ہندوستان کے نیچے سمندر میں الگ تھلگ آباد ہے۔"

ماریا نے کہا:

"اب یہ کہاں سے پتہ چلے گا کہ ہم کس جگہ پر ہیں؟ بہرحال ابھی تو ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ یہاں کی آبادی سے مل کر یہ معلوم کیا جائے کہ ہمیں سپین کو جانے والا جہاز کہاں سے مل سکتا ہے۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"یہاں کوئی آبادی ہو گی تو پوچھیں گے۔ اگر آبادی ہی نہ ہوئی تو پھر کس سے پوچھیں گے۔"

اتنے میں جنگل کی طرف سے کسی جانور کی اونچی چیخ ایک بار بلند ہو کر غائب ہو گئی۔ ماریا نے عنبر کی طرف دیکھ کر پوچھا:

"یہ کس کی چیخ ہو سکتی ہے؟"

"مجھے تو یہ چیخ کسی انسان کی لگی ہے۔"

ماریا ہنس دی۔ پھر کہنے لگی:

"بھئی میں تو سمندر میں سفر کرتی کرتی تھک گئی ہوں۔ کسی جگہ آرام کرنا چاہتی ہوں۔ تم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس جزیرے میں گھوم پھر کر پتہ کرو کہ یہ قسم کا جزیرہ ہے اور یہاں کوئی آبادی ہے کہ نہیں، اتنی —— دیر میں ذرا آرام کرتی ہوں۔"

عنبر نے کہا: "مجھے وہ جگہ بتا دو کہ جہاں تم آرام کرو گی تاکہ میں واپس آکر تمہیں وہاں سے جگا لوں۔"

ماریا نے عنبر کا ہاتھ تھام لیا اور اسے ساتھ لے کر ایک جگہ درخت کے پاس آگئی۔

"اس درخت کو دیکھ رہے ہو؟ بس میں اسی جگہ تمہیں لیٹی ہوئی ملوں گی۔" ماریا نے کہا:

عنبر نے ماریا کو اس درخت پر چھوڑا اور خود جنگل میں اِدھر اُدھر گھوم پھر کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنے لگا کہ وہاں کوئی آبادی بھی ہے کہ نہیں۔ پھرتے پھرتے وہ جنگل میں کافی آگے نکل گیا مگر اسے کسی جگہ بھی کوئی انسان دکھائی نہ دی۔ اسے ایک بار پھر وہی چیخ سنائی دی جو کسی جانور کی چیخ تھی۔ عنبر نے سوچا کہ معلوم کرنا چاہیے یہ چیخ کس کی تھی۔ چنانچہ جدھر سے چیخ کی آواز آئی تھی وہ اُدھر روانہ ہو گیا۔ درختوں کے نیچے سے گزر کر جب وہ اس جگہ پہنچا جہاں تھوڑی دیر پہلے اس نے ماریا کو

آرام کرنے کے لیے درخت پر سلایا تھا تو اس نے اسے آواز دے کر پوچھا:

"ماریا! تم جاگ رہی ہو کیا؟"

ماریا نے کوئی آواز نہ دی۔ عنبر نے سوچا کہ شاید ماریا سو رہی ہے۔ وہ درخت کے قریب آ گیا۔ اس نے درخت کی شاخ کو ٹٹول کر دیکھا۔ ماریا وہاں نہیں تھی۔ اس نے ماریا کو زور زور سے آوازیں دیں مگر کسی طرف سے ماریا کا کوئی جواب نہ آیا۔ عنبر پریشان ہو گیا۔ آخر ماریا کہاں چلی گئی؟ اس نے زمین کی طرف دیکھا تو وہاں کسی جانور کے بڑے بڑے چوڑے انسانوں ایسے پاؤں کے نشان تھے۔ عنبر گھبرا گیا۔ اسے خیال آیا کہ کہیں ماریا کو کوئی جانور تو اٹھا کر نہیں لے گیا۔ وہ پاؤں کے نشانوں پر آگے بڑھا۔ اسے ماریا کی بے حد فکر لگ گئی۔ اگر کسی جانور نے ماریا کو اٹھایا ہے تو وہ جانور ماریا کو دیکھ سکتا تھا۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ماریا تو کسی کو نظر نہیں آتی۔ پھر وہ جانور اسے کیسے اٹھا کر لے گیا۔ کہیں ماریا خود تو اس جانور کے پیچھے پیچھے تو نہیں گئی۔ عنبر نے غور سے زمین کو دیکھا۔ وہاں ماریا کے پیروں کے نشان نہیں تھے۔ اس کا دل دھک سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہ گیا۔ ضرور ماریا کسی مصیبت میں پھنس گئی ہے۔

اب ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ ماریا کے ساتھ کیا ہوا۔
جب عنبر چلا گیا تو ماریا بڑے آرام سے درخت کی شاخ پر لیٹ گئی۔ وہ بے حد تھک گئی تھی۔ وہ کچھ دیر سونا چاہتی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور نیند کی دنیا میں جھولنے لگی۔ ابھی وہ پوری طرح سوئی نہ تھی کہ اچانک اسے وہی چیخ سنائی دی جو اس نے پہلے عنبر کے ساتھ سنی تھی۔ وہ چیخ کی آواز اس کے قریب سے آئی تھی۔ وہ درخت پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ وہ چاروں طرف درختوں میں تکنے لگی۔ اسے کوئی جانور نظر نہیں آ رہا تھا۔

اس نے خیال ظاہر کیا کہ جانور کسی دوسری طرف نکل گیا ہو گا۔ اس نے دوبارہ سونے کے لیے آنکھیں بند کیں تو اسے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی ہاتھی جھاڑیوں کو لتاڑتا اس کی طرف بڑھ رہا ہو۔ وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔ جونہی اس نے بائیں جانب نگاہ اٹھائی۔ اس کے سامنے ایک بہت بڑا ہاتھی سے بھی بڑا کنگ کانگ قسم کا بن مانس کھڑا تھا۔ اس کی ایک آنکھ بڑی تھی اور دوسری آنکھ چھوٹی تھی۔ سارے جسم

پر لمبے لمبے بال تھے۔ بازو بڑے لمبے تھے۔ ماریا کا خیال تھا کہ بن مانس اسے نہیں دیکھ رہا۔ وہ اطمینان سے درخت لیکن اس نے محسوس کیا کہ بن مانس اس کی جانب ہی ٹکٹکی لگائے گھور رہا ہے۔ اب اسے شک ہوا کہ سچ مچ اس بن مانس نے اسے دیکھ ہی نہ لیا ہو۔ وہ پریشان ہو کر درخت سے چھلانگ لگانے ہی والی تھی کہ اچانک بن مانس نے اپنا لمبا بالوں بھرا ہاتھ اٹھا کر ماریا کے منہ پر رکھ دیا۔ ماریا کو ایسا لگا جیسے اس کی ناک میں کسی نے دھواں بھر دیا ہو۔ ایک تیز گیس نتھنوں میں گھس رہی تھی۔ ماریا نے چیخ مار کر عنبر کو آواز دینی چاہی مگر وہ ایسا نہ کر سکی۔

بن مانس نے ماریا کی کمر میں اپنا بازو ڈال کر اسے اوپر اٹھا لیا اور درختوں میں جھک کر چلتا ایک طرف کو روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد ماریا کو کوئی ہوش نہ رہا۔
ادھر عنبر فکر مند تھا۔ ماریا کی تلاش میں وہ بن مانس کے پاؤں کے نشانوں پر چلتا آگے بڑھ رہا تھا۔ جنگل میں آگے ایک دریا آ گیا۔ بن مانس کے قدموں کے نشان دریا میں اتر گئے تھے۔ عنبر نے دریا پار کر لیا۔ آگے پتھروں سے بھری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئی ایک وادی شروع ہو گئی۔ یہ وادی ختم ہوئی تو ایک میدان آگیا جس میں اونچی اونچی جنگلی گھاس اُگی ہوئی تھی۔ عنبر جھاڑیوں میں چلتا چلتا دوسری جانب آ گیا۔ یہاں ایک چھوٹی سی جھیل بنی ہوئی تھی جس کے کنارے گھنے درخت نیچے کو جھکے ہوئے تھے۔ عنبر نے جھیل کا چکر لگایا۔ بن مانس کے پاؤں کے نشان بھی اُدھر کو ہی جا رہے تھے۔ ایک جگہ گھنے درختوں کے جھنڈ میں ایک پہاڑی غار بنا ہوا تھا۔ بن مانس کے پاؤں کے نشان اس غار کے اندر چلے گئے تھے۔ عنبر نے بھی خدا کے نام لیا اور غار کے اندر داخل ہو گیا۔

غار میں آگے جا کر اندھیرا ہو گیا۔ عنبر پھر بھی قدم قدم آگے چلتا گیا۔ یہاں ایک ایسی آواز آنے لگی جیسے کوئی دریا غار کے نیچے بہہ رہا ہو۔ کافی دُور جا کر یہ آواز خاموش ہو گئی۔ جیسے دریا دور چلا گیا ہو۔ عنبر کو کافی فاصلے پر آگے ہلکی سی روشنی دکھائی دی۔ وہ اس روشنی کی طرف بڑھنے لگا۔

عنبر پتھر بن گیا

روشنی کا دائرہ بڑا ہوتا گیا۔

عنبر نے قریب جا کر دیکھا کہ غار ختم ہو گئی تھی۔ اور اس کے سامنے ایک خواب کی دنیا کا ایک عجیب و غریب سبز پتھر کا محل کھڑا تھا جس کے اونچے محرابی دروازے کی دونوں جانب ایک بن مانس کا اسی قسم کا پتھر کا بت لگا تھا جو اس نے اور ماریا نے سمندر کے کنارے دیکھا تھا۔ بن مانس کے پاؤں کے نشان محل کی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئے تھے۔ محل کی کافی چوڑی پتھر کی سیڑھیاں تھیں جو اوپر محل کے صدر دروازے تک چلی گئی تھیں دونوں جانب تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بن مانس کے بُت کھڑے تھے خدا جانے یہ غار جزیرے کے کس علاقے میں نکل آئی تھی۔

دُور صدر دروازے کی چھت دو بڑے بڑے بھاری سبز ستونوں کے سہارے کھڑی تھی جن کے درمیان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں بن مانس کا چہرہ پتھروں میں سے تراشا گیا تھا۔ اس نے سوچا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ عنبر کو یقین تھا کہ جس جانور نے ماریا کو اٹھایا ہے وہ کوئی بہت بڑا بن مانس ہے اور اسی محل میں رہتا ہے۔ محل پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اچانک فضا چیخوں کی آوازوں سے گونج اُٹھی۔ عنبر پتھر کے پیچھے چُھپ گیا۔ اس نے سر آگے کر کے دیکھا کہ بے شمار سبز رنگ کے بالوں والے بن مانس جنگل کی طرف سے آ کر سیڑھیوں پر چیختے چلاتے چڑھتے جا رہے ہیں۔ پھر وہ سیڑھیوں کے اوپر جا کر ایک قطار میں چپ ہو کر بیٹھ گئے۔

ایک بار پھر فضا میں گہرا سناٹا چھا گیا۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ بن مانس خاموش بیٹھے کسی کا انتظار کر رہے تھے۔ عنبر بھی اپنی جگہ پر خاموش بیٹھا رہا۔ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہاں کیا ہونے والا ہے۔ تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ سیڑھیوں کے اوپر صدر دروازے میں دو بڑے بڑے بن مانس نمودار ہوئے۔ ان کے رنگ بھی گہرے سبز تھے۔ وہ دروازے کی دونوں جانب ادب سے آ کر کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں صدر دروازے میں ایک سیاہ بالوں والا بہت بڑا بن مانس نمودار

ہوا۔ اس کے سر پر ہیرے موتیوں کا تاج تھا۔ ایک آنکھ بڑی اور دوسری چھوٹی تھی۔ بڑی آنکھ گہری سرخ تھی اور اس میں سے روشنی نکل رہی تھی۔ اس کو دیکھتے ہی سیڑھیوں پر بیٹھے سارے بن مانس جھک کر سجدے میں گر گئے۔ یہ ان بن مانسوں کا بادشاہ تھا۔ عنبر نے دیکھا۔ بڑے بادشاہ بن مانس نے ایک ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے اپنے منہ سے ایک عجیب سی آواز نکالی۔ اس آواز پر سارے بن مانس گردنیں ہلانے لگے۔

بن مانس بادشاہ نے دوسری آواز نکالی تو سارے بن مانس سروں پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ تیسری آواز پر سارے کے سارے بن مانس تین بار بادشاہ کو سجدہ کرنے کے بعد واپس سیڑھیاں اترنے لگے۔ وہ بالکل خاموش تھے۔ کوئی ذرا سی بھی آواز نہیں نکال رہا تھا۔ جب سب بن مانس سیڑھیوں سے اتر کر جنگل میں غائب ہو گئے تو بادشاہ بن مانس بھی اپنے خادموں کے ساتھ صدر دروازے کے اندر واپس چلا گیا۔ وہاں ایک بار پھر وہی گہری خاموشی چھا گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے یہ سارا تماشا دیکھا تو سوچا کہ یہاں بن مانس بادشاہ کی حکومت معلوم ہوتی ہے۔ ماریا اسی بادشاہ کے پاس ہو گی۔ اس کی سمجھ میں ابھی تک یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ اس بن مانس نے ماریا کو کیسے دیکھ لیا۔ کیوں کہ وہ کسی کو بھی نظر نہیں آ سکتی تھی۔ عنبر کسی طرح اس پُراسرار بن مانس محل کے اندر جا کر یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ماریا کس جگہ پر قید ہے۔ وہ سیدھا سیڑھیاں چڑھ کر بھی محل میں جا سکتا تھا۔ کیوں کہ بن مانس اسے مار نہیں سکتے تھے، لیکن عنبر نہیں چاہتا تھا کہ بن مانس بادشاہ کو خبر ملے کہ کوئی آدم زاد ماریا کی تلاش میں وہاں آیا ہے۔ اس طرح سے وہ ماریا کو نقصان پہنچا سکتا تھا۔

عنبر خفیہ طور پر بن مانس محل کے اندر جانا چاہتا تھا۔

اس نے جب دیکھا کہ چاروں طرف خاموشی ہے اور کہیں بھی کوئی بن مانس دکھائی نہیں دے رہا تو وہ پتھر کے پیچھے سے نکلا اور درختوں کے ساتھ ساتھ ہوتا محل کے پچھواڑے آ گیا۔ یہاں ایک درخت پیپل کا بھی تھا جس کی شاخیں محل کی چھت کو چھو رہی تھیں۔ وہ چپکے سے درخت کے اوپر چڑھ گیا۔ شاخوں کے بیچوں بیچ ہوتا وہ اس ٹہنی پہ آ گیا جس کا آخری سرا محل کی چھت کے ساتھ لگا تھا۔

عنبر چھت کے کونے میں درخت کی شاخ کے سائے میں بیٹھا غور کر رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے اسے کوئی سیڑھی نیچے جاتی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ وہ جھکا جھکا چھت پر چل پھر کر نیچے جانے کی کوئی راہ تلاش کرنے لگا۔

اسے ایک جگہ چھت میں سوراخ دکھائی دیا۔ اس سوراخ میں نیچے ایک رسی چلی گئی تھی۔ شاید بن مانس اسی رسی کی مدد سے چھت کے اوپر آتے اور نیچے اترتے تھے۔ عنبر نے خدا کا نام لیا اور رسی تھام کر سوراخ میں اُتر گیا۔

نیچے اندھیرا نہیں تھا بلکہ ایک اندھیرا چوکور کمرہ تھا جس کی دیواریں بھی سبز پتھر کی تھیں۔ سوراخ میں سے دن کی ہلکی ہلکی روشنی اندر آ رہی تھی۔ عنبر نے چاروں دیواروں کو غور سے دیکھا۔ ایک دیوار میں اسے سوراخ دکھائی دیا۔ اس نے سوراخ کے اندر ہاتھ ڈالا تو اندر ایک لوہے کی ہتھی لگی تھی۔ عنبر نے ہتھی کو اپنی طرف کھینچا تو ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ دیوار ایک طرف کھسک گئی۔ گڑگڑاہٹ کا شور اس قدر زیادہ ہوا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

محل میں بن مانسوں کی چیخیں گونج اُٹھیں۔ عنبر چھُپنے کے لیے واپس کمرے میں بھاگا۔ وہ رسّی کی مدد سے اوپر چھت پر جانا چاہتا تھا۔ لیکن عین اس وقت چھ سات بن مانس اندر آ گئے اور انہوں نے عنبر کو پکڑ لیا وہ اگر چاہتا تو تمام کے تمام بن مانس ہلاک کر سکتا تھا۔ لیکن وہ ماریا کی تلاش میں تھا۔ وہ جان بوجھ کر گرفتار ہو گیا، کیونکہ اس طرح سے ہو سکتا تھا کہ وہ ماریا کے پاس اس جگہ پہنچ جائے جہاں بن مانسوں سے اسے قید کر رکھا ہے۔

بن مانس اسے اٹھا کر محل کے ایک شاندار کمرے میں لے آئے۔ یہاں ایک تخت بچھا تھا۔ اس پر وہی سیاہ بالوں والا بادشاہ بن مانس بیٹھا تھا۔

اس کی دونوں جانب صدر دروازے والے محافظ بن مانس ادب سے کھڑے تھے۔ سب سے حیرت انگیز جو چیز وہاں تھی وہ ماریا کا پتھر کا بُت تھا۔

عنبر نے اپنے ہزاروں سالہ سفر میں ماریا کو تین چار مرتبہ اصلی شکل میں دیکھ رکھا تھا۔ اسی لیے اس نے ماریا کے بُت کو صاف پہچان لیا۔ بن مانس بادشاہ کے تخت کی بائیں جانب ایک چبوترے پر ماریا کا مجسمہ لگا

تھا۔ ماریا نے نیلے رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔ سنہری بال لمبے لمبے تھے جو پتھر ہو گئے تھے۔ خدا جانے یہ اصل ماریا تھی جو پتھر بنا دی گئی تھی یا اس کا مجسمہ تیار کر کے یہاں لگا دیا گیا تھا۔ لیکن دنیا کا کوئی مجسمہ ساز اتنی جلدی ماریا کا پتھر کا مجسمہ تیار نہیں کر سکتا تھا۔ عنبر کو یقین ہو گیا کہ اس بن مانس بادشاہ نے کسی خفیہ جادو یا طاقت کے ذریعے ماریا کو پتھر بنا دیا ہے۔

عنبر کو پکڑ کر بن مانس بادشاہ کے سامنے لایا گیا۔ بن مانس بادشاہ نے اپنی آواز میں کچھ کہا۔ اسی وقت عنبر کو آگے کر کے کھڑا کر دیا گیا۔ اور بن مانس دس قدم پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ بن مانس بادشاہ نے ایک لمبا بازو اُوپر اٹھایا، دونوں محافظ عنبر کے دائیں بائیں آ کر کھڑے ہو گئے۔ عنبر کے سامنے پتھر کی ایک سلیٹ رکھ دی گئی۔ بن مانس بادشاہ نے اپنے منہ سے کچھ آوازیں نکالیں۔ عنبر نے سلیٹ پر دیکھا تو وہاں اس کی مادری زبان میں لفظ اُبھر آئے تھے۔

"اے آدم زاد! تم جس عورت کی تلاش میں یہاں آئے ہو اسے میں نے اپنے حکم سے پتھر بنا دیا ہے۔ اب تمہارا بھی یہی انجام ہوگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہاری آخری خواہش اگر کوئی ہے تو بیان کرو۔"

عنبر بڑا تعجب میں آیا کہ یہ بن مانس کس قدر ترقی یافتہ ہیں کہ اپنی آواز کی لہروں کو الفاظ میں تبدیل کر لیتے ہیں۔ اس نے بن مانس کو دیکھا۔ بن مانس بادشاہ کی بڑی آنکھ میں سے سرخ روشنی کی کرنیں باہر نکل رہی تھیں۔ شاید یہی کرنیں اس کی آواز کو الفاظ میں بدل رہی تھیں۔ اس نے بن مانس بادشاہ سے کہا:

"میری آخری خواہش یہی ہے کہ میری بہن ماریا کو پتھر کے بُت سے دوبارا انسان بنا دیا جائے۔"

بن مانس بادشاہ کی آنکھ کی سرخ روشنی تیز تیز کانپنے لگی۔ سلیٹ پر الفاظ کانپتے ہوئے نمودار ہوئے۔ جیسے وہ سخت غصے میں تھا۔

"تمہاری یہ ہمت! تمہاری یہ جرأت!"

عنبر نے کہا:

"اے بن مانس بادشاہ! میری بات کو غور سے سنو۔ میں بھی بڑی طاقت رکھتا ہوں۔ مگر میں اپنی طاقت تمہارے خلاف استعمال نہیں کروں گا۔ کیوں کہ میں امن پسند ہوں اور جب تک مجھے مجبور نہ کر دیا جائے میں کسی کے خلاف تلوار نہیں اُٹھاتا۔ اس لیے میں تم سے یہی درخواست کروں گا کہ میری بہن ماریا کو پھر سے انسانی شکل میں بدل کر میرے ساتھ روانہ کر دو۔ ہم تمہارے اور تمہارے بن مانسوں سے کوئی دشمنی نہیں رکھتے۔"

عنبر کا یہ کہنا تھا کہ جیسے محل میں بھونچال آ گیا۔ بن مانس بادشاہ اپنے تخت سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ غصے سے لرز رہا تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ غصے سے اونچا کیا اور زور سے چیخ ماری۔ سامنے کی دیوار شق ہوئی اور اس کے اندر سے ایک بہت ہی بوڑھا بن مانس باہر نکلا۔ اس کی کمر جھکی ہوئی تھی اور آنکھوں کے اوپر بھنوؤں کے بال سفید ہو رہے تھے۔ اُس نے آتے ہی بن مانس بادشاہ کو جھک کر سلام کیا اور اپنی زبان میں کچھ کہا۔ شاید وہ بن مانس بادشاہ سے کوئی اجازت طلب کر رہا تھا۔ بن مانس بادشاہ نے زور سے دوسری چیخ ماری۔ بوڑھا بن مانس جھک گیا۔ پھر اس نے عنبر کو غور سے دیکھا اور اپنے ایک ہاتھ کو اُوپر اٹھا کر منہ سے عجیب عجیب قسم کی آوازیں نکالنی شروع کر دیں۔ عنبر وہاں کھڑے بھی نہیں رہنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چاہتا تھا اور بھاگنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ ماریا کو وہاں اکیلی چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا۔

وہ عجیب مشکل میں پھنس گیا تھا۔ اتنے میں اس نے دیکھا کہ بوڑھے بن مانس کے ہاتھ کی ہتھیلی سے سبز روشنی کی ایک لکیر نکل کر اس کے جسم پر پڑ رہی ہے۔ اس روشنی کا یہ اثر تھا کہ اسے اپنا جسم سن ہوتا محسوس ہوا۔ عنبر فوراً سمجھ گیا کہ اسے بھی ماریا کی طرح پتھر بنایا جا رہا ہے۔ وہ اپنی جگہ سے اچھل کر پرے ہٹ گیا۔ یہ حالت دیکھ کر بن مانس بادشاہ نے چیخ مار کر اپنے غلاموں کو کوئی حکم دیا۔ بن مانس عنبر پر ٹوٹ پڑے۔ مگر عنبر پر کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ الٹا اس نے دو ایک بن مانسوں کو اٹھا کر اتنے زور سے فرش پر پٹخ دیا کہ ان کی ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ یہ حالت دیکھ کر بن مانس بادشاہ نے بوڑھے گوریلے کی طرف غصے سے دیکھا اور بلند آواز میں کچھ کہا۔ بوڑھے بن مانس نے ایک تھیلے میں سے سفوف نکال کر عنبر کی طرف پھینکا۔ سفوف عنبر کے ایک ہاتھ پر گرا۔ اسے اپنا ہاتھ گرم ہوتا محسوس ہوا۔ پھر اسے ایسا لگا جیسے وہ ہاتھ سن ہو رہا ہے۔ عنبر نے سوچا کہ وہاں کھڑے رہنا ٹھیک

نہیں ہے۔ اگر اس نے ذرا دیر کر دی تو وہ پتھر بن جائے گا۔ کم بخت ان بن مانسوں کے پاس کوئی بہت بڑا کالا جادو تھا۔

عنبر نے الٹی چھلانگ لگائی اور بن مانسوں کے اوپر سے ہو کر دروازے کے پاس جا گرا۔ دروازہ ابھی تک کھلا تھا۔ عنبر گولی کی طرح دروازے سے باہر نکل گیا۔ وہ ان خونخوار بن مانسوں کے محل سے بھاگ کر جنگل میں کسی جگہ چھپنا چاہتا تھا تاکہ وہاں بیٹھ کر غور کر سکے کہ ماریا کو ان بن مانسوں کے چنگل سے کس طرح رہا کرایا جا سکے۔ وہ اندھا دھند جنگل کی طرف بھاگا جا رہا تھا۔ بن مانس اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ وہ شور مچاتے چیخیں مارتے اس کے پیچھے بھاگے آ رہے تھے۔ عنبر بھی جھاڑیوں کو پھلانگتا درختوں میں دوڑا جا رہا تھا۔

بن مانس بادشاہ کا حکم تھا کہ عنبر کو پکڑ کر لایا جائے۔ عنبر چونکہ تھکتا نہیں تھا اس لیے بھاگا جا رہا تھا۔ ایک بار اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسے اپنے پیچھے صرف ایک بن مانس آتا دکھائی دیا۔ شاید دوسرے بن مانس راستہ بدل کر اسے آگے سے پکڑنا چاہتے تھے۔ عنبر کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپ کی کینچلی کے سفوف کا خیال آ گیا جس کے چھڑکنے سے انسان پرندے اور جانور پتھر بن جاتے تھے۔ اس نے جیب سے سفوف کی ڈبی نکالی اور ایک درخت کے نیچے رک گیا اور بن مانس کا انتظار کرنے لگا۔ بن مانس نے قریب آ کر عنبر پر حملہ کر دیا۔ عنبر نے ڈبی میں سے چٹکی بھر سفوف نکال کر بن مانس پر چھڑک دیا۔ سفوف کے چھڑکتے ہی بن مانس جہاں کھڑا تھا وہیں پتھر بن کر رہ گیا۔

عنبر جنگل میں چھپنے کے لیے کوئی جگہ تلاش کرنے لگا۔ اتنے میں دو اور بن مانس سامنے آ گئے، اور انہوں نے بھی عنبر پر حملہ کر دیا۔ عنبر نے چٹکی بھر سفوف ان دونوں پر بھی چھڑکا جس کے چھڑکتے ہی وہ دونوں بھی پتھر کا بت بن گئے۔ عنبر نے دیکھا کہ ڈبی میں سفوف تھوڑا سا ہی باقی رہ گیا تھا۔ اس نے ڈبی جیب میں رکھی اور ایک گنجان درخت کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ کیوں کہ وہ دوسرے بن مانسوں پر سفوف چھڑک کر انہیں ختم نہیں کرنا چاہتا تھا۔

، دوران دو تین بن مانس وہاں سے گزرے۔ انہوں نے جو اپنے تین ساتھیوں کو پتھر بنے دیکھا تو چیختے چلاتے شور مچاتے شاید اپنے بادشاہ کو خبر کرنے الٹے قدموں واپس بھاگ گئے۔ عنبر نے خدا کا شکر ادا کیا کہ بلا ٹل گئی۔ اب وہ آرام سے سوچ سکتا تھا کہ ماریا کے بت میں کس طرح جان ڈالی جائے اور اسے وہاں سے کیسے فرار کرایا جائے۔

کافی دیر عنبر درخت پر بیٹھا غور کرتا رہا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ ماریا کو بن مانس بادشاہ کے جادوگر بوڑھے بن مانس نے پتھر بنایا تھا اور وہی اس کو دوبارا زندہ کر سکتا تھا۔ کیوں نہ بوڑھے جادوگر کو اغوا کر لیا جائے۔ لیکن اس میں ایک خطرہ تھا کہ وہ عنبر کو بھی پتھر کا بت بنا سکتا تھا۔ عنبر درخت سے نیچے اتر آیا۔

جنگل میں سناٹا تھا۔ عنبر چلتے چلتے گنجان درختوں سے باہر نکل آیا۔ جنگل سے نکل کر وہ ایک ندی پر آ گیا۔ ندی کا پانی بڑی تیزی سے بہہ رہا تھا۔ ندی کا پانی چاندنی میں چمک رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ ندی پار کر کے جنگل کے دوسرے حصے میں نکل جائے اور بن مانسوں کے محل میں جا کر ماریا کا بت اٹھا لانے کی کوشش کرے۔ اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ ماریا کے بت کو وہاں سے اٹھا کر لے آئے اور اپنے طور پر اس کو زندہ کرنے کی کوشش کرے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ندی میں اتر گیا۔ پانی اس کی کمر تک تھا۔ وہ آہستہ آہستہ ندی کے دوسرے کنارے کی طرف چلنے لگا۔ ندی کے کنارے کنارے کوئی ایک گھنٹہ چلنے کے بعد عنبر کو دور بن مانس محل کے اونچے میناروں کے دھندلے خاکے دکھائی دیئے۔ کیونکہ چاند اس محل کے پیچھے آ گیا تھا۔ عنبر اب بہت ہوشیار ہو کر چل رہا تھا۔ وہ چاروں طرف دیکھتا بھی جا رہا تھا، بن مانس ضرور محل کے اِرد گِرد پہرہ دے رہے ہوں گے۔ کہیں وہ اس پر حملہ کر کے اس کا سارا پروگرام خراب نہ کر دیں۔ بس یہی ایک خطرہ عنبر کے دل میں تھا۔

عنبر بن مانسوں کو خبر کیے بغیر ماریا کا بت وہاں سے اڑا لے جانا چاہتا تھا تاکہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکے گا۔ کیوں کہ اگر کسی بن مانس کو خبر ہو گئی تو وہ شور مچا دے گا۔ پھر سارے بن مانس آ جائیں گے اور عنبر کو بن مانسوں کا بوڑھا جادوگر پتھر بنا سکتا تھا۔ عنبر کے پاس سفوف بہت تھوڑا رہ گیا تھا اور وہ زیادہ سے زیادہ دو بن مانسوں کو پتھر بنا سکتا تھا۔ عنبر دبے پاؤں جھاڑیوں میں سے گذرتا محل کے پیچھے آ گیا۔ یہاں وہی درخت تھا جس کی ایک شاخ محل کے اوپر چھت پر چلی گئی تھی۔ عنبر درخت کے اوپر چڑھ گیا اور پتوں میں سے ہوتا ہوا شاخ کی مدد سے بن مانس محل کی چھت پر آ گیا۔

چھت پر پاؤں دبا دبا کر چلتا عنبر اس سوراخ کے قریب

آیا جس کے اندر رسی لٹک رہی تھی۔ وہ رسی کی مدد سے نیچے اُتر گیا۔ نیچے سخت گھپ اندھیرا تھا۔ دیوار میں ہاتھ ڈال کر اس نے ہتھی دبائی اور گڑگڑاہٹ کے ساتھ دیوار کھل گئی۔ اس آواز پر عنبر نے اپنا سر پکڑ لیا۔ وہ بھول گیا تھا کہ جب دیوار شق ہوتی ہے تو بڑے زور کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ اس آواز نے وہاں طوفان مچا دیا۔ بن مانس محل کے سارے بن مانس جاگ پڑے۔ عنبر نے ہتھی دوبارہ دبا کر دیوار بند کر دی۔ وہ رسی کی مدد سے واپس اوپر چلے جانا چاہتا تھا تاکہ دوسری رات کو وہاں آنے کی کوشش کرے۔

مگر بن مانس رسی کی مدد سے قطار باندھ کر اندر اُترنے شروع ہو گئے۔ عنبر بے بس ہو کر کونے میں بیٹھ گیا۔ آخر وہ کتنے بن مانسوں کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ اس نے اٹھ کر چھ سات بن مانسوں کو ہلاک بھی کیا۔ بن مانس عنبر کو پکڑ کر لے گئے۔ اسے دو بن مانسوں نے اُٹھا رکھا تھا۔ محل کے بڑے کمرے میں بن مانس بادشاہ تخت پر آ کر بیٹھ گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ تخت کے پاس ماریا کا بُت اسی طرح کھڑا تھا۔

بن مانس بادشاہ نے بوڑھے جادوگر کو اسی وقت چیخ مار کر بلایا اور اسے کوئی بڑا ہی خوفناک حکم دیا۔ بوڑھا بن مانس جادوگر خونی آنکھوں سے دیکھتا ہوا عنبر کی طرف بڑھا۔ وہ منہ ہی منہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں منتر بھی پڑھ رہا تھا۔ عنبر نے سوچا کہ اب حملہ کر دینا چاہیئے اس جادوگر کو اگر پتھر بنا دیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ اس کا جادو ختم ہوتے ہی ماریا میں جان پڑ جائے۔ عنبر کے دونوں ہاتھ رسّی میں بندھے ہوئے تھے۔

عنبر نے ذرا سا جھٹکا دے کر رسّی کو توڑ دیا۔ پھر جلدی سے جیب سے سفوف کی ڈبی نکال کر اسے کھولا اور باقی بچا ہوا سفوف جادوگر بن مانس پر چھڑک دیا۔ مگر اس پر ذرا بھی اثر نہ ہوا۔ اپنے جسم پر گرے ہوئے سفید سفوف کو جادوگر بوڑھے بن مانس نے حیرانی سے دیکھا۔ پھر بادشاہ بن مانس کی طرف دیکھا۔ شاید وہ اس سے کوئی حکم حاصل کرنا چاہتا تھا۔ بادشاہ بن مانس نے چیخ مار کر اسے اجازت دے دی۔ جادوگر بن مانس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر انہیں فضا میں لہرایا۔ ایک آسیبی آواز نکالی کہ جس سے سارا محل لرز گیا اور پھر زور سے عنبر پر پھونک مار دی۔ اس پھونک میں ایک ایسا زبردست جادو تھا کہ عنبر وہیں پتھر کا بت بن گیا۔ بن مانس بادشاہ کے حکم پر دو بن مانسوں نے عنبر کے بُت کو اٹھا کر ماریا کے بت کے ساتھ لا کر کھڑا کر دیا اور سب وہاں سے چلے گئے۔ بڑے کمرے میں اندھیرا چھا گیا اور اس اندھیرے میں ماریا اور عنبر کے پتھر کے بُت خاموش چپ چاپ کھڑے تھے۔

ماریا اور بن مانس

ناگ جزیرے میں ادھر اُدھر بھٹک رہا تھا۔

وہ اس خیال سے پریشان تھا کہ یہ کس قسم کا علاقہ ہے کہ جہاں کوئی شخص نظر نہیں آ رہا۔ وہ جنگل میں سے نکل کر سمندر کے کنارے پر آ گیا۔ اچانک اسے گیلی ریت پر کسی کے پیروں کے نشان دکھائی دیئے۔ یہ کسی عورت کے پاؤں کے نشان لگتے تھے۔ اس کے پیچھے پیچھے کافی فاصلے پر دوسرے آدمیوں کے پاؤں کے نشان بھی دکھائی دے رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ کچھ لوگ کسی عورت کا پیچھا کرتے ہوئے وہاں سے گزرے ہیں یہ پاؤں کے نشان جزیرے سے ہو کر جنگل میں داخل ہو گئے۔

ناگ بھی جنگل میں داخل ہو گیا۔ یہاں پاؤں کا سراغ مٹ گیا تھا۔ ناگ جنگل میں درختوں کے نیچے نیچے ہوتا۔ بانس کے ایک گھنے درخت کے قریب آیا تو اسے کسی عورت کے رونے اور فریاد کرنے کی آواز سنائی دی۔ وہ عورت اپنی جنگلی زبان میں رحم کی درخواست کر رہی تھی۔ ناگ نے جھاڑیاں ہٹا کر دیکھا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سامنے تھوڑا سا کھلا میدان تھا۔ زمین پر چار پانچ جنگلی ننگے لمبے لمبے نیزے لیے بیٹھے ہیں بیچ میں ایک دبلی پتلی سانولی عورت درخت کے ساتھ بندھی ہوئی ہے اور دو جنگلی اس کے ارد گرد سوکھی لکڑیاں ڈال رہے ہیں۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ اس عورت کو زندہ بھون کر کھانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ جب لکڑیاں ختم ہو گئیں تو ایک جنگلی نے دو پتھروں کو رگڑا اس میں چنگاریاں نکلیں اور سوکھی لکڑیوں نے آگ پکڑ لی۔

اب ناگ انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا اور ایک بہت بڑا ہاتھی بن گیا۔ اس نے اپنی سونڈ اٹھا کر بڑے زور سے چیخ ماری اور جھاڑیوں میں سے نکل کر گھاس کو لتاڑتا جنگلیوں کی طرف دوڑا۔ ہاتھی کی چنگھاڑ کی آواز سن کر جنگلیوں کا رنگ اڑ گیا۔ وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔ مگر تھوڑی دور جا کر وہ درختوں پر چڑھ گئے اور ناگ پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ ہاتھی نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنی سونڈ کی مدد سے جلتی ہوئی لکڑیوں کو ادھر اُدھر پھینک دیا۔

سانولی عورت پھٹی پھٹی آنکھوں سے ہاتھی کو دیکھ رہی تھی وہ خوف بھی کھا رہی تھی کہ ابھی ہاتھی اس کو چیر پھاڑ کر رکھ دے گا۔ لیکن حیران بھی تھی کہ ہاتھی آگ بجھا رہا تھا۔ تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ تیر ہاتھی کے جسم سے ٹکرا ٹکرا کر گر رہے تھے۔

جب ناگ نے دیکھا کہ سانولی عورت آگ سے بچ گئی ہے وہ تیر برسانے والے جنگلیوں کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ جس درخت پر چڑھے تھے ناگ نے اس درخت کو ٹکریں مارنی شروع کر دیں۔ درخت پر بھونچال آ گیا۔ درخت لرزنے لگا۔ دو جنگلی اس کی شاخوں پر سے پکے ہوئے آم کی طرح دھڑام سے نیچے گر پڑے۔ ناگ نے ان کو اپنی سونڈ سے اٹھا کر زور سے زمین پر پٹخ دیا۔ دونوں کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ اوپر بیٹھے ہوئے باقی جنگلی درختوں پر چھلانگیں لگاتے بندروں کی طرح اچھلتے وہاں سے بھاگ گئے۔ ناگ چونکہ ہاتھی کی شکل میں تھا اس لیے وہاں سے چلا گیا۔ ذرا آگے جا کر اس نے دوبارہ انسان کی شکل بدلی اور اب انسانی شکل میں سانولی عورت کے پاس آ گیا۔

"بہن! تمہیں کس نے یہاں باندھ رکھا ہے؟"

سانولی عورت خوف سے کانپ رہی تھی۔ اس نے اپنی جنگلی زبان میں جو ناگ سمجھ سکتا تھا بتایا کہ یہ جنگلی اسے دوسرے جزیرے سے کھانے کے لیے اُٹھا لائے تھے۔ اگر ایک ہاتھی اس کی مدد کو نہ آتا تو وہ زندہ نہ بچ سکتی تھی۔ ناگ نے رسی کھول کر عورت کو آزاد کیا۔ وہ اسے لے کر سمندر کے کنارے پر آ گیا۔ یہاں ایک جگہ وہ کشتی کھڑی تھی جس پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹھ کر جنگلی وہاں آئے تھے۔ سانولی عورت نے کہا،

"میرا نام ہری ہے۔ میں جزیرہ سنگلدیپ کے سردار کی بیٹی ہوں۔ تم کون ہو اور تم ہماری زبان کس طرح جانتے ہو؟"

ناگ نے کہا: "میرا نام ناگ ہے۔ میں ایک زمانے میں اس علاقے میں رہ چکا ہوں۔ اسی لیے مجھے تمہاری زبان آتی ہے یہ جزیرہ ہندوستان کے ساحل کے پاس ہے نا؟"

"ہاں۔ تم یہاں کیسے آ گئے؟ یہاں تو کبھی کوئی انسان نہیں آیا۔ صرف یہ آدم خور جنگلی ہی یہاں رہتے ہیں؟"

ناگ نے ایک فرضی کہانی جوڑ کر سانولی عورت ہری کو سنا دی۔ اس عورت نے کہا:

"ناگ بھائی! تم میرے ساتھ میرے باپ کے پاس چلو وہ تم سے مل کر بڑا خوش ہو گا۔"

ناگ کشتی میں عورت کے ساتھ بیٹھ گیا۔ عورت سمندر میں راستہ دکھانے لگی اور ناگ کشتی چلانے لگا۔ ایک گھنٹے تک سمندر میں سفر کرنے کے بعد جزیرہ سنگلدیپ آ گیا۔ کنارے پر آ کر سانولی عورت نے ناگ کو ساتھ لیا اور اپنے سردار باپ کے پاس آ گئی۔ اس کا باپ اپنی بیٹی کو دیکھ کر خوشی سے نہال ہو گیا۔ بیٹی نے اسے ساری داستان بیان کر دی۔ سردار نے ناگ کو سینے سے لگا لیا اور کہا:

"میرے بچے! تم نے میری بیٹی کی جان بچا کر مجھے جیت لیا ہے۔ بتاؤ میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟"

ناگ نے کہا: "مجھے کسی ایسے سمندری جہاز تک پہنچا دیں جو ملک سپین کو جاتا ہو۔ کیونکہ میرا ایک بھائی اور بہن سپین میں ہیں اور میں اُن کے پاس جانا چاہتا ہوں۔"

سردار نے کہا: "یہاں سے کوئی سمندری جہاز کسی بڑے ملک کو نہیں جاتا۔ ہاں میں تمہیں ہندوستان کے ملک پہنچا سکتا ہوں جس کا ساحل یہاں سے پچاس میل دور ہے۔ ہندوستان پہنچ کر تم کسی ایسے شہر میں آسانی سے جا سکتے ہو جہاں سے سمندری جہاز دوسرے ملکوں کو جاتے ہیں۔"

ناگ نے کہا: "میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں گا۔"

وہ رات ناگ نے سردار کے خیمے میں بسر کی۔ دوسرے روز سردار نے ایک کشتی میں اپنے خاص آدمی کو ساتھ کر دیا جو ناگ کو لے کر سمندر کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ سردار کا خاص آدمی بڑا ماہر تھا۔ وہ کشتی کو چلاتا ایک ایسی سمندری لہر پر لے آیا جس نے بڑی تیزی سے کشتی کو ہندوستان کے ساحل کی طرف لے جانا شروع کر دیا۔ دو گھنٹوں کے بعد ہندوستان کا ساحل دکھائی دینے لگا۔

یہ وہ علاقہ تھا جو ہندوستان کے ملک کی سب سے نچلی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکون پر واقع تھا اور یہ ہندوستان سے الگ تھلگ ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا۔ اگرچہ یہ ہندوستان کا ایک حصہ ہی تھا۔ کیوں کہ ہندوستان کا ساحل اس جزیرے سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔ سردار کا آدمی ناگ کو اس جزیرے کے ساحل پر اتار کر واپس چلا گیا۔ ناگ نے جزیرے کے کنارے کے ساتھ ساتھ سفر شروع کیا۔ سردار کے خاص آدمی نے کہا تھا کہ یہاں اسے ایک گھاٹ پر سے بڑی مسافر کشتی مل جائے گی جس میں سوار ہو کر وہ ہندوستان کے مغربی ساحل پر پہنچ جائے گا۔ لیکن یہ اس کی بھول تھی۔ اس نے ناگ کو غلط اطلاع دی تھی۔ یہ چھوٹا سا جزیرہ بن مانس بادشاہ کا جزیرہ تھا اور یہ وہی جزیرہ تھا۔ جس پر بن مانس بادشاہ کی حکومت تھی اور جس کے محل میں ماریا اور عنبر پتھر بن کر بت کی شکل میں رکھے گئے تھے۔

ناگ نے ایک گھنٹے میں اس چھوٹے سے جزیرے کا پورا چکر لگا لیا مگر اسے کہیں بھی کوئی کشتی، کوئی گھاٹ، کوئی آدمی دکھائی نہ دیا۔ بڑا حیران ہوا کہ اس آدمی نے اسے غلط جگہ کیوں اتار دیا۔ پھر سوچا کہ ہو سکتا ہے وہ بے چارہ بھول گیا ہو۔ اب وہ اس جزیرے سے نکل کر واپس سردار کے جزیرے پر جانا چاہتا تھا تاکہ وہاں سے کسی تجربہ کار آدمی کو ساتھ لے کر ہندوستان کے ساحل تک پہنچ سکے۔ وہ واپس اس جگہ آ رہا تھا جہاں وہ کشتی سے اترا تھا۔ وہ چاہتا

تھا کہ یہاں سے وہ سانپ کا مہرہ منہ میں رکھ کر اڑنا شروع کرے اور اڑتا ہوا سردار کے جزیرے پر پہنچ جائے۔ ابھی وہ اس جگہ سے کچھ فاصلے پر تھا کہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک جگہ جھاڑیاں بڑی تیزی سے الگ ہو رہی ہیں۔ پھر ان کے پیچھے سے ایک بہت بڑا سیاہ بالوں والا بن مانس نکل کر اس کی طرف چیختا ہوا بڑھا۔ ناگ نے گہرا سانس لیا اور سانپ بن کر درخت پر چڑھ گیا، درخت کی ایک ٹہنی سے لپٹا وہ بن مانس کو غور سے دیکھنے لگا۔

بن مانس بڑا حیران تھا کہ ابھی ابھی اس مقام پر جو ایک انسان کھڑا تھا وہ اچانک کہاں غائب ہو گیا۔ وہ اپنا موٹی گردن والا سر ادھر ادھر ہلا کر دیکھنے لگا۔ جب اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو وہ واپس مڑا اور جھاڑیاں لتاڑتا جدھر سے آیا تھا ادھر کو چل دیا۔ ناگ درخت سے نیچے اتر آیا۔ وہ دوبارہ انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے یہی خیال کیا کہ یہ کوئی جنگلی گوریلا ہے اور اس جزیرے میں رہتا ہے۔

ناگ مہرہ منہ میں رکھ کر وہاں سے اڑنے ہی لگا تھا کہ اچانک اس کی نظر اس جگہ پر پڑی جہاں بن مانس ابھی ابھی کھڑا تھا۔ وہاں ایک چاندی کی چھوٹی سی ڈبی پڑی تھی۔ ناگ نے جھک کر ڈبی اٹھا لی اور پھر حیرت اور تعجب سے وہ اپنی جگہ سے اچھل پڑا۔ یہ ڈبی عنبر کی تھی۔ ناگ اس ڈبی کو بہت اچھی طرح سے پہچانتا تھا۔ یہ وہی ڈبی تھی جس میں عنبر نے سانپ کی کینچلی کا سفوف بند کر رکھا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب عنبر کو پتھر کے بت میں تبدیل کیا گیا تو یہ بن مانس عنبر کی جیب سے چاندی کی ڈبی نکال کر لے گیا تھا اور اب اس کے ہاتھ سے یہاں جنگل میں گر پڑی تھی۔

ناگ نے اس جزیرے سے چلے جانے کا پروگرام ملتوی کر دیا۔ اب وہ وہاں سے کیسے جا سکتا تھا جبکہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ عنبر بھی اسی جزیرے میں موجود ہے۔ کیونکہ اگر عنبر کی چاندی کی ڈبی اس جنگل میں تھی تو ضرور عنبر بھی وہاں پر موجود تھا۔ اب اسے تلاش کرنا تھا۔ ناگ سوچنے لگا کہ عنبر ضرور اسی جگہ ہو گا جہاں سے یہ بن مانس اس کی ڈبی لے کر آیا ہے۔ ناگ نے سوچا کہ اگر وہ انسانی شکل میں جنگل میں آگے بڑھا تو بن مانس اس کا راستہ روک سکتا ہے اور سے نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔ پس اس نے ایک گہرا سانس لیا اور دوبارا ایک کالے سانپ کا روپ بدل لیا۔ سانپ بن کر وہ اس طرف گھاس میں روانہ ہوا جدھر بن مانس گیا تھا۔

سانپ بن کر ناگ بڑی تیزی سے بن مانس کی تلاش میں جنگل میں چلا جا رہا تھا۔ سانپ بن کر اسے ایک یہ بھی فائدہ ہوا تھا کہ وہ بن مانس کی بو سونگھ سکتا تھا جو اسے صاف محسوس ہو رہی تھی۔ ناگ جھاڑیوں اور لمبی گھاس میں سے جلدی جلدی گذر رہا تھا۔ ایک ندی کے پاس پہنچ کر ناگ نے کالے بن مانس کو دیکھ لیا۔ وہ ندی کے پانی میں سے گذر رہا تھا۔ دوسرے کنارے پر جا کر بن مانس درختوں

میں گھس گیا۔ ناگ نے بھی اس کے پیچھے پیچھے ندی کو پار کیا اور سامنے گھنے درختوں کے جھنڈ میں آ گیا۔

درختوں کے یہ جھنڈ بہت دور تک چلے گئے تھے۔ بن مانس کچھ دور تک تو ناگ کو دکھائی دیتا رہا پھر اچانک غائب ہو گیا۔ ناگ نے اسے بہت ادھر اُدھر تلاش کیا لیکن وہ اسے کہیں نظر نہ آیا۔ عجیب بات یہ تھی کہ اب بن مانس کی بو بھی نہیں آ رہی تھی۔ ناگ بڑا حیران ہوا کہ آخر بن مانس کہاں گم ہو گیا۔ وہ برابر آگے بڑھتا گیا۔ ایک جگہ اسے پہاڑی میں چھوٹا سا غار نظر آیا۔ بن مانس اسی غار میں گھس گیا تھا۔ ناگ نے غار کے منہ پر آ کر زور سے سونگھا بن مانس کی بو غار کے اندر سے آ رہی تھی۔ ناگ بھی رینگتا ہوا غار کے اندر داخل ہو گیا۔ یہ وہی غار تھی جس میں سے عنبر گذر کر گیا تھا اور جس کی دوسری جانب بن مانس بادشاہ کا پُراسرار محل تھا۔

ناگ غار کی دیوار پر چڑھ کر آگے رینگ رہا تھا۔ کافی آگے جا کر اسے دور روشنی دکھائی دی۔ یہ غار کا دوسرا منہ تھا جہاں سے اس نے بن مانس کو باہر نکلتے دیکھا۔ ناگ بھی غار سے باہر نکل کر کھلی جگہ آیا تو ٹھٹھک گیا۔ اس کے سامنے ایک بہت بڑا سبز پتھر کا محل تھا

ناگ ایک جھاڑی میں اپنا پھن اُٹھائے خاموشی سے کچھ دیر اس محل کو دیکھتا رہا۔ وہ بن مانس جس کا ناگ پیچھا کر رہا تھا سیڑھیاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چڑھ کر محل کے صدر دروازے میں داخل ہو گیا۔ ناگ کو شک ہوا کہ ہو نہ ہو عنبر ضرور اسی محل میں کسی مصیبت میں گرفتار ہے۔ ناگ کو اب اس محل میں داخل ہو کر عنبر کو تلاش کرنا تھا۔ وہ سامنے کے دروازے سے محل میں داخل ہونے کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ بعض بن مانس سانپ کو بڑے شوق سے کچا ہی کھا جاتے ہیں۔

وہ جھاڑیوں میں رینگتا محل کے پیچھے آ گیا۔ یہاں محل کی پتھریلی دیوار اوپر چھت تک چلی گئی تھی۔ ناگ محل کی دیوار پر چڑھ کر رینگتا ہوا اوپر چھت پر آ گیا۔ ناگ چھت کے فرش پر رینگتا رینگتا اس سوراخ تک آ گیا جہاں سے عنبر نیچے اُترا تھا۔ ناگ بھی وہاں سے نیچے اتر گیا۔ اندر آیا تو اس نے اپنے آپ کو پتھروں کی چار دیواری میں قید پایا۔ وہاں کوئی دروازہ نہیں تھا۔ ناگ نے گہری پھنکار مار کر انسان کی شکل اختیار کی اور دیواروں کو ٹھونک بجا کر دیکھنے لگا۔ بہت جلد اسے دیوار کا وہ سوراخ مل گیا جس کے اندر ہتھی لگی تھی۔

ناگ نے اندر ہاتھ ڈال کر ہتھی کو پیچھے کھینچ لیا۔ ایک زبردست گڑگڑاہٹ کی آواز بلند ہوئی اور اس کے ساتھ ہی بن مانسوں کی چیخوں کی آوازیں آنے لگیں جیسے بہت سے بن مانس چیختے چلاتے اس کی طرف بڑھ رہے ہوں۔ دیواروں

کا رنگ سبز تھا۔ ناگ نے گہرا سانس لیا اور سبز سانپ بن کر دیوار کے اوپر جا کر چمٹ گیا۔ دروازہ کھل چکا تھا اور اب چھ سات بن مانس شور مچاتے اچھلتے کودتے اندر داخل ہو گئے۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ بڑے پریشان تھے کہ اندر کوئی نہیں ہے تو پھر یہ دروازہ کس نے کھولا ہے۔

ناگ اس وقت سبز سانپ کی شکل میں سبز پتھر کی دیوار کے ساتھ رینگتا ہوا کمرے سے باہر نکل کر محل کے برآمدے کی چھت سے لگا آگے جا چکا تھا۔ یہ ایک بہت لمبا چوڑا کھلے کھلے برآمدوں اور اونچے سبز ستونوں والا محل تھا۔ اس میں بن مانس ہی بن مانس جگہ جگہ ناگ کو نظر آئے۔

ناگ ایک برآمدے کی چھت سے نکل کر دوسرے برآمدے میں آیا۔ یہاں بھی بن مانس ادھر اُدھر چل پھر رہے تھے۔ ناگ کئی کمروں میں سے گذر گیا۔ اسے کہیں بھی عنبر نظر نہ آیا۔ وہ محل کی چھت پر واپس جانے والا تھا کہ اچانک اسے ایک طرف سے بہت بوڑھا بن مانس نکلتا دکھائی دیا۔ اس کے ساتھ کالے بالوں والا بہت بڑا اور بوڑھا بن مانس تھا۔ انہیں خبر مل چکی تھی کہ محل میں کوئی خفیہ دیوار کھول کر داخل ہوا ہے۔ سارے محل میں شور مچا تھا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ خفیہ دیوار کھلی ہو اور پھر محل میں کوئی داخل ہوتا نہ دکھائی دیا ہو۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہہ کر چلا گیا۔"

ماریا نے کچھ سوچ کر کہا۔

"اس کا مطلب ہوا کہ پھر میرا پاپا مندر کی طرف جانا بیکار ہے۔ کیوں نہ میں بھی یہاں سے ناگ اور عنبر کی تلاش میں ملک سپین کا رُخ کروں۔"

"تمہیں ایسا ہی کرنا چاہیے۔" ناگن دیوی نے جواب دیا۔

ماریا نے ناگن دیوی کو سلام کیا اور وہاں سے واپس ہو گئی۔ گھنے جنگل میں سے ایک بار پھر گزر کر وہ دوسرے روز دریا کے گھاٹ پر پہنچ گئی یہاں سے اگلے روز ایک بڑی کشتی دریا کے پہاڑ کی جانب روانہ ہونے والی تھی۔ ماریا اس میں دوسرے مسافروں کے ساتھ سوار ہو گئی اور کشتی نے سمندر کی طرف اپنا سفر کر دیا۔ ماریا پہلی بار بھی اس علاقے میں آ چکی تھی اس لئے اسے معلوم تھا کہ سپین کو جانے کے لئے اسے امریکہ کے مشرقی ساحل پر کسی ملک کی بندرگاہ تک پہنچنا ہو گا۔ پھر وہاں سے وہ کسی جہاز میں سوار ہو کر سپین کو جا سکے گی۔

جس وقت ماریا نے دریا میں اپنا سفر شروع کیا۔ اس وقت عنبر اپنے ساتھ زرگال کو لے کر دریا میں سفر کرتا پرتگال پہنچ کر ایک سرائے میں اتر چکا تھا اور سپین کی طرف جانے والے بادبانی جہاز کا انتظار کر رہا تھا۔

ماریا جس کشتی میں سوار تھی۔ وہ مسافروں سے بھری ہوئی تھی۔ ماریا کو جگہ کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ کشتی کے آخری کنارے پر کونے میں اس جگہ

جا کر آرام سے بیٹھ گئی جہاں سے کشتی کو موڑا جاتا ہے۔ کشتی دریا کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ آگے کی جانب بہی جا رہی تھی۔ راستے میں کئی جگہوں پر کشتی رُکی۔ مسافر اُتر گئے۔ نئے مسافر سوار ہو گئے۔ اسی طرح سفر کرتے کرتے رات پڑ گئی۔ کشتی کا سفر بڑا لمبا تھا۔ رات کے وقت اس کشتی کی منزل آ گئی۔ یہاں سے آگے کی طرف ایک نئی کشتی میں سفر شروع ہو گیا۔ ماریا نے گھاٹ پر رات آرام کیا۔ دوسرے دن چند ایک مسافر سوار ہوئے اور کشتی اپنی اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گئی۔

اب دریا کا پاٹ چوڑا ہونے لگا تھا۔ سمندر قریب آ رہا تھا۔

تین راتوں اور چار دن کے دریائی سفر کے بعد کشتی ایک ایسی گھاٹ پر جا کر لگ گئی جو سمندر کے کنارے پر بنا ہوا تھا۔ یہاں ایک چھوٹا سا گاؤں آباد تھا۔ اس گاؤں میں زیادہ تر ریڈ انڈین لوگ آباد تھے۔ چھوٹے چھوٹے کچے سفید مکان اِدھر اُدھر بنے ہوئے تھے۔ اس گھاٹ سے سٹیمر پرتگال کی بندرگاہ کی طرف جاتے تھے۔ دو روز اس قصبے میں رکنے کے بعد ایک جہاز سمندر میں گھاٹ کے ساتھ آ لگا۔ یہ پرتگال کو جا رہا تھا جہاں سے ماریا نے سپین جانے والا جہاز پکڑنا تھا۔

ماریا کو کسی ٹکٹ وغیرہ خریدنے کی تو ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ جہاز پر سوار ہو گئی۔ جہاز بادبانی بھی تھا اور بھاپ والا بھی۔ اس کے بادبان لپٹے ہوئے تھے۔ سمندر میں لنگر پڑا تھا۔ نیچے اوپر چند ایک کیبن بنے ہوئے تھے۔ مسافر سوار ہو رہے تھے۔ ماریا عرشے کے جنگلے کے ساتھ کھڑی مسافروں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

معلوم تھا کہ جونہی وہ محل میں داخل ہوئے بن مانس انہیں کھا جائیں گے۔

ایک بن مانس نے بادشاہ بن مانس اور جادوگر بن مانس کو اپنی زبان میں بتایا کہ یہ سانپ ابھی ابھی ایک انسان کی شکل میں پتھر کے بتوں کے پاس کھڑا تھا۔ اب تو بن مانس بادشاہ اور بن مانس جادوگر کے حواس گم ہو گئے۔ ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وہ بار بار ناگ کی طرف دیکھ رہے تھے جو چھت پر اِدھر اُدھر رینگ کر باہر جانے کے لیے کوئی راستہ تلاش کر رہا تھا۔ کیوں کہ بن مانسوں نے دروازہ بند کر دیا تھا۔

بن مانس بادشاہ نے جادوگر بن مانس کو اپنی زبان میں حکم دیا کہ وہ اس سانپ پر کوئی ایسا جادو کرے کہ وہ پتھر بن کر نیچے گر پڑے۔ بن مانس کی زبان ناگ سمجھ گیا۔ وہ بھی ماریا اور عنبر کی طرح پتھر بننے کو تیار نہیں تھا۔ کیونکہ اب وہی تو باقی رہ گیا تھا جس نے اپنی ہمت سے ماریا اور عنبر کو دوبارہ انسانی شکل میں لانا تھا۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ سانپ ہی بنا رہا تو یہ جادوگر ضرور اسے پتھر بنا ڈالے گا۔ پس وہ چھت سے چھلانگ لگا کر نیچے فرش پر گر پڑا۔ گرتے ہی اس نے ایک زور سے پھنکار ماری۔ اس پھنکار کی دہشت سے ایک بار تو سارے بن مانس ڈر کر پیچھے ہٹ گئے۔ اس موقع سے ناگ نے فائدہ اٹھایا اور ایک پل میں

شکل میں آ گیا۔ یہ جادوگری اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتی دیکھ کر بن مانس بادشاہ تو خوف سے ایک دم پیچھے ہٹ گیا۔ مگر جادوگر بن مانس نے فوراً منتر پڑھ کر ناگ پر جادو کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ لیکن اس عرصے میں ناگ نے سانپ کا مہرہ نکال کر اپنے منہ میں رکھ لیا اور غائب ہو گیا۔ غائب ہوتے ہی وہ فضا میں بلند ہوا اور اڑتا اڑتا بند دروازے کے پاس آ گیا۔

اس نے بند دروازے کو دونوں ہاتھوں سے چوپٹ کھول دیا۔ سارے کے سارے بن مانس دروازے کی طرف لپکے، کیونکہ جادوگر بن مانس نے چیخ کر اعلان کر دیا تھا کہ سانپ غائب ہو کر دروازے سے بھاگ رہا ہے، لیکن کسی کو آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ایک بن مانس ناگ کے سانپ سے انسان بننے اور انسان سے غائب ہو جانے پر سخت ڈرے ہوئے تھے۔

ناگ، دروازے سے باہر نکل چکا تھا۔ وہ محل کے برآمدے میں اڑتا اڑتا محل کے صدر دروازے میں سے باہر جنگل میں نکل گیا۔ جنگل کے درختوں پر پرواز کرتے ہوئے وہ بہت آگے چلا گیا۔ یہاں کیلوں کے درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ کھڑے تھے۔ ان کے درمیان ایک چھوٹی سی ندی بہہ رہی تھی۔ اچانک ایک سفید ڈاڑھی والا جوگی ہاتھ میں بین تھامے اس کے سامنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ سوچنے لگی۔ اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے کس نے مارے تھے ؟ ماریا یہ سوچ رہی تھی کہ اس پر اپنا آپ کس طرح ظاہر کرے کہ وہ ڈر کر چیخ نہ مار دے اور پھر بے ہوش نہ ہو جائے۔ ابھی وہ سوچ رہی تھی کہ باہر سے کسی نے تالے میں چابی گھمائی۔ وہ دونوں مفرور قاتل آ گئے تھے۔ عورت جان بوجھ کر پھر بے ہوش ہو گئی۔ کیبن کا دروازہ کھول کر دونوں اندر آئے اور جلدی سے دروازہ بند کر کے عورت کے سٹریچر کے پاس کھڑے ہو کر اسے غور سے دیکھنے لگے۔ کیری آنکھوں والے نے عورت کے چہرے پر پانی کے قطروں پر انگلی لگا کر کہا۔

"یہ چھینٹے کس نے مارے ہیں اس کے منہ پر ؟"

سرخ بالوں والا بھی تعجب سے اِدھر اُدھر تکنے لگا۔

"اندر تو کوئی بھی نہیں آ سکتا۔ باہر تالا لگا تھا پھر یہ چھینٹے کس نے مارے ؟ کہیں اس نے خود اٹھ کر تو منہ ہاتھ نہیں دھویا ؟"

"مگر یہ تو بے ہوش پڑی ہے۔ میں نے اسے اتنی دوا پلا دی ہے کہ دو روز تک ہوش میں نہیں آ سکتی۔"

"یہ مصیبت کہیں ہمیں جہاز میں ہی نہ پکڑوا دے اسے آج رات سمندر میں پھینک دو۔"

"میرا خیال ہے تم ٹھیک کہتے ہو۔ اچھا۔ رات کا اندھیرا ہو جائے۔ پھر اسے اٹھا کر چپکے سے سمندر میں پھینک دیں گے۔"

انہوں نے عورت کے ہاتھ پاؤں رسّی سے جکڑ دیئے اور کیبن کو تالا لگا کر باہر چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی عورت نے آنکھیں کھول دیں۔ ماریا کے لئے اب اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ انتظار کرتی۔ اس نے آہستہ سے عورت کے قریب ہو کر کہا۔

"میں ماریا ہوں۔ مجھ سے ڈرنا مت۔ میں تمہیں ان لوگوں سے بچانے آئی ہوں۔ میں ...."

عورت کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی اور اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"کو..... کون ہو... کون ہو تم ؟"

ماریا نے کچھ سوچ کر کہا۔

"میں تمہاری والدہ کی ایک سہیلی کی روح ہوں اور جنّت سے تمہاری مدد کرنے آئی ہوں۔"

عورت نے منہ ہی منہ میں کوئی دعا پڑھ کر پھونک ماری اور کہا۔

"تم مجھے تو کچھ نہیں کہو گی نا ؟"

"نہیں۔ میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گی۔ تمہیں تو میں بچانے آئی ہوں۔ اب تم ایسا کرو کہ آدھی رات کو جب یہ مفرور قاتل تمہیں اٹھانے آئیں تو اسی طرح بے ہوش بنی رہنا۔ اور شور بالکل نہ کرنا۔ باقی سارا کام میں سنبھال لوں گی۔"

"اچھا۔ اچھا"

عورت روح کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے ابھی تک ڈر رہی تھی۔ ماریا کیبن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور جس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس کو حکم تھا کہ سوائے بن مانس جادوگر کے جو کوئی بھی ادھر سے گذرے اسے تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دے۔ مصیبت یہ تھی کہ یہ پتلا پتھر کا تھا اور اسے کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ ناگ جس وقت بن مانس محل کے خفیہ راستے والی دیوار کے پاس پہنچا تو رات گہری ہو گئی تھی۔ آسمان پر بادل ہی بادل تھے اور ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو نے لگی تھی۔ ناگ نے رات کے اندھیرے اور بارش میں جنگل میں چاروں طرف دیکھا۔ وہاں سوائے اس کے کوئی دوسرا نہیں تھا۔ ناگ نے فوراً سانپ کی شکل بدلی اور دیوار کے نیچے سے تہہ خانے کو جانے والے خفیہ راستے کے سوراخ میں داخل ہو گیا۔

ناگ خفیہ تہہ خانے میں کیسے پہنچا اور جادو کے پتلے سے اس نے کس طرح سے مقابلہ کیا؟

کیا ناگ، ماریا اور عنبر کو پھر سے زندہ کرنے میں کامیاب ہو گیا؟

وہاں سے ان تینوں کا پانچ ہزار سالہ تاریخی سفر کدھر شروع ہوا؟

ان سوالوں کے جواب آپ کو عنبر ناگ ماریا سیریز کی قسط **۱۹**

"قبر نما انسان" میں ملیں گے۔